49

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا 34واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

2 تا 8 رجب المرجب 1447ھ / 23 تا 29 دسمبر 2025ء

عہدِ حاضر کی جاہلیت

موجودہ انسانی زندگی کی بنیادیں اور ضابطے جس اصل اور منبع سے ماخوذ ہیں، اس کی رو سے اگر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج ساری دنیا ''جاہلیت'' میں ڈوبی ہوئی ہے اور ''جاہلیت'' بھی اس رنگ ڈھنگ کی ہے کہ یہ حیرت انگیز مادی سہولتیں اور آسائشیں اور بلند پایہ ایجادات بھی اس کی قباحتوں کو کم یا ہلکا نہیں کر سکتیں۔ اس جاہلیت کا قصر جس بنیاد پر قائم ہے، وہ ہے اس زمین پر اللہ کے اقتدارِ اعلیٰ پر دست درازی، اور حاکمیت جو الوہیت کی مخصوص صفت ہے اس سے بغاوت۔ چنانچہ اس جاہلیت نے حاکمیت کی باگ ڈور انسان کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔ اور بعض انسانوں کو بعض دوسرے انسانوں کے لیے ارباب ’مِّن دُونِ اللّٰہ‘ کا مقام دے رکھا ہے۔ اس سیدھی سادی اور ابتدائی صورت میں نہیں جس سے قدیم جاہلیت آشنا تھی بلکہ اس طنطنے اور دعوے کے ساتھ کہ انسانوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ خود افکار و اقدار کی تخلیق کریں، شرائع و قوانین وضع کریں اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لیے جو چاہیں نظام تجویز کریں۔ اور اس سلسلے میں انہیں یہ معلوم کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی زندگی کے لیے کیا نظام اور لائحہ عمل تجویز کیا ہے، کیا ہدایت نازل کی ہے اور کس صورت میں نازل کی ہے۔ اس باغیانہ انسانی اقتدار اور بے لگام تصورِ حاکمیت کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ خلق اللہ ظلم و جارحیت کی چکی میں پس رہی ہے۔ چنانچہ اشتراکی نظاموں کے زیر سایہ انسانیت کی جو تذلیل ہوئی، یا سرمایہ دارانہ نظاموں کے دائرے میں سرمایہ پرستی پر رجوع الارضی کے عفریت نے افراد و اقوام پر ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑ رکھے ہیں وہ دراصل اُسی بغاوت کا شاخسانہ ہے، جو زمین پر اللہ تعالیٰ کے اقتدار کے مقابلے میں دکھائی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو تکریم اور شرف عطا کیا ہے، انسان اُسے خود اپنے ہاتھوں پامال کر کے نتائج بد سے دوچار ہے!

سید قطب شہیدؒ
جادہ و منزل

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

اس شمارے میں

بس بہت ہو گیا!

رزق میں اضافے کا دروازہ

آسٹریلیا میں یہودی تہوار پر حملہ

قرآن مجید سے ہمارا تعلق کس قدر اور کس نوعیت کا ہے

کردار کی پستی دیکھو!

آئینہ قرآنی کے ذریعے اپنی پہچان

فرقہ پرستی دینِ فطرت کے بھی خلاف ہے

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
1163

سورۃ الرّوم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 31، 32

مُنِیۡبِیۡنَ اِلَیۡہِ وَ اتَّقُوۡہُ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۳۱﴾ لا
مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا ؕ کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾

آیت: ۳۱ ﴿مُنِیۡبِیۡنَ اِلَیۡہِ وَ اتَّقُوۡہُ وَ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ لَا تَکُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۳۱﴾﴾ ’’رجوع کرتے ہوئے اُسی کی طرف‘ اور اُسی سے ڈرو‘ اور نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے مت ہونا۔‘‘

آیت: ۳۲ ﴿مِنَ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَہُمۡ وَ کَانُوۡا شِیَعًا ؕ﴾ ’’(یعنی) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنا دین ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ مختلف گروہ بن گئے۔‘‘

فَرَقَ کے معنی جدا کرنا اور پھاڑ دینا کے ہیں‘ جبکہ فَرَّقَ میں اس بنیادی معنی پر مستزاد کسی چیز کو کاٹ دینا‘ توڑ دینا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دینا کا مفہوم بھی شامل ہو جاتا ہے۔

اس اعتبار سے دین کو پھاڑنے اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ دین کے نام لیواؤں نے اپنی اطاعت کو اس طرح منتشر کر دیا کہ زندگی کے ایک حصے میں تو اللہ کی اطاعت کرتے رہے‘ جبکہ کسی دوسرے معاملے میں کسی اور کی بات مانتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا نظامِ زندگی منتشر ہو کر رہ گیا۔ ہاں اللہ کی اطاعت کے تابع رہ کر کسی اور کی اطاعت میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً والدین کی اطاعت کرنا‘ اساتذہ کا کہنا ماننا اور حکام کا فرمانبردار بن کر رہنا ضروری ہے‘ مگر اُس وقت تک جب تک کہ ان میں سے کوئی اللہ کی معصیت کا حکم نہ دے۔

﴿کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡہِمۡ فَرِحُوۡنَ ﴿۳۲﴾﴾ ’’ہر گروہ اسی پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے۔‘‘

ایک گروہ دین کے ایک حصے پر عمل کر رہا ہے‘ دوسرے گروہ نے اپنی پسند کے کچھ اور احکام کو اپنی پیروی کے لیے منتخب کر لیا ہے اور تیسرے نے کوئی اور راستہ نکال لیا ہے۔ غرض مختلف گروہوں نے دین کے مختلف حصوں کو آپس میں بانٹ لیا ہے اور ہر گروہ اپنے طریقے میں مگن ہے اور اس پر اترا رہا ہے‘ حالانکہ ان میں سے کوئی گروہ بھی پورے دین پر عمل پیرا نہیں ہے۔

درس حدیث

کون سا صدقہ ثواب میں بڑھ کر ہے؟

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَجُلٌ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: ((أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْغِنٰى، وَلَا تُمْهِلَ، حَتّٰى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ، قُلْتَ: لِفُلَانٍ كَذَا، وَلِفُلَانٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دریافت کیا، اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ ثواب میں زیادہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ’’تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست اور مال کو جمع رکھنے کا خواہش مند ہو، تجھے محتاجی سے ڈر لگتا ہو اور تو امیری کا آرزومند ہو۔ نیز صدقہ دینے میں دیر نہ کر، یہاں تک کہ جب (روح) حلق کے قریب پہنچ جائے تب تو وصیت کرے کہ فلاں کے لیے اتنا مال ہے اور فلاں کے لیے اتنا ہے، جب کہ مال فلاں کا ہو چکا ہے۔‘‘

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

2تا8رجب المرجب1447ھ جلد 34
23تا29دسمبر2025ء شمارہ 49

مدیر مسئول حافظ عاکف سعید
مدیر رضاء الحق

مجلس ادارت
● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری
● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک............800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بس بہت ہو گیا!

دنیا بھر کے اخبارات اور روایتی میڈیا میں خبریں کچھ یوں تھیں......آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں بونڈائی کے ساحل پر ایک ہزار کے قریب یہودی اپنا مذہبی تہوار حنوکاہ منا رہے تھے کہ 50 سالہ ساجد اکرم اور اُس کے 24 سالہ بیٹے نوید اکرم نے اُن پر فائر کھول دیا۔ 15 یہودی ہلاک اور 20 کے قریب زخمی ہو گئے۔ دنیا میں گویا آگ لگ گئی۔ نتن یاہو نے فوری پریس کانفرنس کی اور 'دہشت گردی' کے اِس واقع کو آسٹریلوی حکومت کی ذِمہ داری قرار دیا کہ اُس کی 'اسرائیل مخالف' پالیسیوں کے باعث دنیا بھر کے یہود کی جان خطرہ میں پڑ چکی ہے۔ عبرانی زبان میں کی گئی اِس پریس کانفرنس میں اسرائیلی وزیراعظم بلکہ غزہ کا قصاب یہ تک کہہ بیٹھا کہ اگر ایک بہادر یہودی حملہ آوروں سے بندوق نہ چھینتا تو نہ جانے کتنی قیمتی یہودی جانیں مزید ضائع ہو جاتیں۔ مغربی میڈیا بھی فوراً حرکت میں آ گیا۔ اخبارات نے افسانے تراشنے شروع کر دیئے۔ ٹی وی چینلز پر یہودیوں کے انٹرویوز کی بھرمار ہو گئی۔ سوال کیا جاتا ہے کہ بونڈائی ساحل پر یہود مخالف دہشت گردی کے واقعہ پر آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا یہ روایتی مسلم دہشت گردی نہیں؟ جواب میں یہودی مرد و عورتیں ٹسوے بہاتے ہوئے کہتے کہ جی ہاں! اگر دنیا بھر میں فلسطینیوں کے نام نہاد حقوق اور اسرائیل کے حق دفاع کی پالیسی کی مخالفت کی اجازت نہ دی جاتی تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا! سب مجرم ہیں اور یہود دشمن (antisemites) ہیں۔ دنیا بھر میں 'دہشت گردی' کے اِس واقعہ کی کُھل کر مذمت کی گئی۔ امریکہ، مغربی یورپ، ایشیائی ممالک، مسلم و غیر مسلم سب نے مذمت کی۔ 'دہشت گردوں' کو ہٹلر کی اولاد اور یہود دشمن قرار دینے میں ایک سے بڑھ کر ایک بیان دیا گیا۔ یہودیوں اور اسرائیل کی حفاظت کے از سرِ نو وعدے کیے گئے۔ (واقعہ سڈنی میں اور حفاظت اسرائیل کی!) بھارت نے روایتی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 'دہشت گردی' کے اس واقعہ کو پاکستان سے جوڑنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگانا شروع کر دیا۔ نتن یاہو کے وزیر و مشیر ہر فورم پر یہ کہتے دکھائی دیئے کہ ثابت ہو گیا کہ یہود کے لیے محفوظ صرف اسرائیل کی سرزمین ہے۔ گویا گریٹر اسرائیل کے قیام اور دنیا بھر کے یہود کی مشرقِ وسطیٰ میں آبادکاری کا راستہ دینے کی ایک نئی کوشش کا آغاز کر دیا گیا۔

لیکن یہ کیا......سوشل میڈیا پر حق سچ کے متوالوں نے بیچ چوراہے بھانڈا پھوڑ دیا۔ اسرائیل سے تعلق رکھنے والا آرسن اسٹروسکی نامی صہیونی اداکار یہاں بھی زخمی ہے۔ اُس کی زخموں سے چور رینگتے ہوئے تصویر (وہ بھی سیلفی) دکھائی جا رہی ہے۔ 7 اکتوبر 2023ء کو یہی شخص اسرائیل میں بھی زخمی ہوا۔

اِس سے قبل، یمن میں اس کی لاش بھی دکھائی جا چکی ہے۔ (Hasbara,
''By way of deception thou shalt do war''Talmud)

ذرا مزید گہرائی میں اُترتے ہیں۔ 'دہشت گرد' کے باپ کو تو پولیس نے موقع پر ہی مار دیا۔ اُس کا بیٹا نوید اکرم گرفتار کر لیا گیا۔ کیا سڈنی واقعہ میں ملوث نوید اکرم بھارتی شہری ہے، جس کا آبائی شہر بھارتی حیدر آباد ہے؟ 6 بار بھارت کا دورہ کر چکا ہے اور بھارتی پاسپورٹ پر فلپائن میں عسکری تربیت حاصل کی؟ بھارتی حکام تو اقرار کر چکے کہ وہ اور اُس کا باپ بھارتی شہری ہی تھے اور اُن کا آبائی وطن بھارت ہی ہے۔ کہیں 'دہشت گردی' کے اِس واقعہ کا ایک اور ہدف دیگر غیر مسلم ممالک میں آباد مسلمانوں کے گرد گھیرا تنگ کرنا تو نہیں؟ بھارتی مسلمانوں پر بھی 'دہشت گردی' کا لیبل لگا کر اُنہیں نشانہ بنانا تو نہیں؟ لیکن نوید اکرم کی کئی تصاویر تو غزہ میں اسرائیلی فوج (IDF) کے سپاہی کے طور پر بھی موجود ہیں! آخر حقیقت کیا ہے؟

'دہشت گردوں' سے بے خوفی سے بندوق چھیننے والا نتن یاہو کی پہلی پریس کانفرنس کے برعکس یہودی نہیں بلکہ شام سے تعلق رکھنے والا 43 سالہ آسٹریلوی مسلمان احمد الاحد ہے۔ اُس نے تو قرآن وسنت کے حکم کے عین مطابق 'نہتے یہودیوں' پر گولیاں چلانے والوں کو اپنی جان خطرے میں ڈال کر دبوچ کر روک دیا۔ کیا کسی نے اُس سے غزہ کے مسلمانوں کی حالتِ زار اور ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی بدمعاشیوں سے متعلق بھی پوچھا؟ یقیناً جرأت اور شجاعت کی داستان رقم کرنے والا احمد الاحمد 'Person of the Year' قرار دیئے جانے کے ہی قابل ہے۔ ایسے ہی غزہ کے شہداء اور غازی بھی گزشتہ 3 سالوں کے 'People of the Year' ہیں۔ آسٹریلیا واقعہ کے شور وغوغہ میں کوئی اُنہیں نہ بھولے۔ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کے جنگی مجرموں کو بھی کوئی نہ بھولے۔

واقعہ 14 دسمبر 2025ء کو آسٹریلیا کے مقامی وقت کے مطابق شام 6 بج کر 47 منٹ پر پیش آیا۔ گوگل کے اپنے شماریات کے مطابق اس میں ملوث نوید احمد کے نام (جو آسٹریلوی پولیس کے مطابق اب کومے میں ہے اور شاید جلد جاں بحق ہو جائے) کو اسرائیل اور ایران میں صبح 5 بجے، پھر 7 بجے اور پھر صبح 9 بجے، 100 سے زائد مرتبہ گوگل پر تلاش کیا گیا۔ سڈنی اور اسرائیل کے مابین وقت کے فرق کو سامنے رکھیں تو سڈنی میں اُس وقت شام کے ابھی صرف 6:00 بجے تھے۔ کیا اسرائیل کو صبح 9 بجے ''دہشت گردی'' سے قبل ہی معلوم تھا کہ 47 منٹ بعد نوید احمد نامی شخص بونڈائی ساحل پر حنوکاہ مناتے یہودیوں پر فائرنگ کرے گا؟ فائرنگ کی ویڈیو بھی وائرل ہو چکی۔ نام نہاد باپ، بیٹا بولٹ ایکشن (Bolt-action) رائفلز کو کسی اناڑی نہیں، برسوں سے تربیت یافتہ فوجیوں کی طرح استعمال کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔ کیا کوئی ایرا غیرا 'انتہا پسند' بھی اتنی عسکری مہارت رکھتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ثبوتوں کے ساتھ حقائق کے انبار لگ چکے ہیں۔ ہمارے نزدیک 14 دسمبر 2025ء کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں بونڈائی کے ساحل پر حنوکاہ مناتے یہودیوں پر دہشت گردی ایک ''فالس فلیگ'' حملہ تھا، جس میں یقیناً اسرائیل اور ممکن ہے کہ آسٹریلیا کی حکومتیں شامل ہوں۔ اس سے اسرائیل کیا حاصل کرنا چاہتا ہے، اظہر من الشمس ہے۔ غزہ میں سیلاب اور سردی میں ٹھٹھرتے بچوں، عورتوں، بوڑھوں سے توجہ ہٹانا، گریٹر اسرائیل کے قیام کے لیے راہ ہموار کرنا، مغربی ممالک کو مزید دباؤ میں لانا اور وہاں پر مظلوم فلسطینیوں کے حق میں مظاہروں پر پابندیاں لگانا۔ پھر یہ کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کو عمومی طور پر دہشت گرد ثابت کرنے کی ایک نئی لہر کا آغاز کرنا۔ (کرسمس سے قبل جرمنی، پولینڈ، فرانس اور کئی دیگر مغربی ممالک میں کرسمس مارکیٹوں پر مسلمانوں کے حملوں کی خبریں!) اور بین الاقوامی سطح پر گریٹر اسرائیل کے منصوبے کے راستہ میں رکاوٹ بننے کے قابل مسلم ممالک کو یا تو مطعون قرار دینا (افغانستان کے حوالے سے ایران میں 'علاقائی' اجلاس اور خود افغان حکومت کی کم عقلی کہ بھارت جیسے مسلم دشمن سے تعلقات بڑھا رہی ہے) یا وہاں افراتفری پیدا کر دینا (پاکستان میں دہشت گردی، آئی ایم ایف کی رپورٹ اور مزید کڑی شرائط، جنرل فیض حمید وغیرہ)۔

اسرائیل اور اُس کے حامی و معاون ممالک کی شاطرانہ چالیں تو جاری رہیں گی۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا عالم اسلام قرآن وسنت کی تعلیمات کو پسِ پشت ڈال کر دھوکا ہی کھاتا رہے گا؟ آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہلِ غزہ کی جوانمردی اور اہلِ مغرب میں عوام کے جذبات نے اسرائیل کو دنیا بھر میں نفرت کا استعارہ بنا دیا ہے۔ کیا ابھی بھی وقت نہیں آیا کہ اُمتِ مسلمہ معذرت خواہانہ رویہ ترک کر کے جذبۂ ایمانی سے اپنے دشمنوں کو یک زبان ہو کر کہے...... بس بہت ہو گیا!

رزق میں اضافے کا دروازہ: سچی توبہ

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں امیرِ تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 12 دسمبر 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

آج کی نشست میں قرآن واحادیث کی روشنی میں رزق کے حوالے سے کچھ باتوں کی یاددہانی مقصود ہے۔ عام طور پر رزق سے مراد مال، آمدن، کمائی، منافع وغیرہ لیا جاتا ہے لیکن یہ تصور بڑا محدود ہے۔ اس کے برعکس قرآن واحادیث میں رزق کا جو تصور بیان ہوا ہے وہ بہت وسیع ہے۔ اصل میں جو بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے وہ رزق ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ انسانی ذہن اس کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ جیسا کہ خود قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝۱۳﴾ (الرحمٰن) ''تو تم دونوں (گروہ) اپنے رب کی کون کونسی نعمتوں اور قدرتوں کا انکار کروگے؟''

ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ط﴾ (النحل:18) ''اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو تو اُن کا احاطہ نہیں کرسکو گے۔''

اللہ نے کائنات بنائی، زمین و آسمان بنائے، انسانوں سمیت ہر مخلوق کو پیدا کیا، ہر مخلوق کو بے شمار نعمتیں عطا کیں، انہی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت زندگی، پھر ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے والی تمام نعمتیں، مال، اولاد، دیکھنے سننے سمیت تمام صلاحیتیں، وجود اور اس کے اعضاء اور بے شمار ایسی نعمتیں بھی ہیں جن کو ہم استعمال تو کرتے ہیں مگر ان کا شعور نہیں رکھتے۔ ان میں کچھ ایسی نعمتیں بھی ہیں جن کی وجہ سے ہماری زندگی کا تسلسل برقرار ہے۔ یہ تمام کی تمام نعمتیں رزق ہیں۔ یہاں تک کہ زوجین کے تعلق موقع پر جو دعائیں احادیث میں سکھائی گئی ہیں ان میں بھی لفظ رزق کا استعمال ہوتا ہے: ((اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا)) اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے بچا، اور جو رزق (اولاد) تو ہم کو دے اس سے (بھی) شیطان کو دور رکھ۔

یہاں رزق سے مراد اولاد ہے۔ معلوم ہوا کہ رزق سے مراد صرف مال و دولت یا کھانے پینے کی چیزیں ہی نہیں ہیں بلکہ ہر وہ چیز جو اللہ کی عطا ہے، اصل میں رزق ہے۔ اگر انسان اللہ کی عطا کو دیکھے تو اُسے اپنی اوقات کا پتا چل جائے اور اللہ کی عظمتوں کا ادراک بھی حاصل ہو جائے۔ اپنی محتاجی اور اللہ کی عطا کو مدنظر رکھتے ہوئے بندہ اگر اللہ سے مانگے اور اُس کے سامنے عاجزی اختیار کرے تو اللہ کی عطا مزید بڑھ جائے گی کیونکہ رزق دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ آج ایک غلط تصور پروان چڑھایا جارہا ہے کہ بندے کی تعلیم، ذہانت، مہارت، صلاحیت، تجربے وغیرہ کی بنیاد پر اُس کو رزق ملتا ہے۔ اس چیز کو دماغ سے نکال دینا چاہیے کیونکہ رزق کا اختیار اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا ہے۔ فرمایا:

مرتب: ابو ابراہیم

﴿اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ ۝۵۸﴾ (الذاریات) ''یقیناً اللہ ہی سب کو رزق دینے والا، قوت والا، زبردست ہے۔''

الرزاق اللہ کا صفاتی نام ہے۔ رزق عطا فرمانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اسی طرح سورۃ ہود میں فرمایا: ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ہود:6) ''اور نہیں ہے کوئی بھی چلنے پھرنے والا (جاندار) زمین پر، مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے''

انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اس کا رزق اُس کی پیدائش سے بھی پہلے طے کردیا جاتا ہے۔ مشہور حدیث کا مفہوم ہے کہ جب بچہ ماں کے بطن میں چار مہینے کا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ بھیجا جاتا ہے، اس میں روح پھونکی جاتی ہے اور اس کی زندگی بھر کا رزق بھی طے کردیا جاتا ہے۔ لہٰذا رزق کا معاملہ اللہ کے ذِمہ ہے، محنت اور کوشش کرنا ہمارے ذِمہ ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اللہ پر توکل کرو جیسا کہ توکل کرنے کا حق ہے تو اللہ ایسے تمہیں رزق عطا فرمائے گا جیسے وہ پرندوں کو عطا فرماتا ہے۔'' وہ صبح اپنے آشیانوں سے خالی پیٹ نکلتے ہیں، جب شام کو واپس آتے ہیں تو پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔ ان کے پاس سٹور کرنے کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوتی، پھر بھی اللہ انہیں رزق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ توکل ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آج بڑا مسئلہ یہی ہے کہ اللہ پر توکل نہیں رہا۔ آج عہدے، پروفیشن، تجربے، ادارے، گورنمنٹ پر تو بھروسا ہے لیکن اللہ پر بھروسا نہیں ہے۔ تاہم توکل کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بندہ محنت اور کوشش ہی نہ کرے۔ آخر پرندے بھی رزق کے لیے نکلتے ہیں تو آشیانہ چھوڑنا پڑتا ہے، محنت کرنی پڑتی ہے۔ بندہ اپنی طرف سے کوشش اور محنت کرتا ہے باقی نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ جیسے مشہور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سمجھادیا کہ توکل کیا ہے؟ فرمایا: پہلے اونٹ کو باندھو پھر اللہ پر توکل کرو۔ اگر حکم ہوگا تو بندھا ہوا اونٹ بھی چلا جائے گا لیکن بندہ کوشش کرنے کا مکلف ہے، نتائج کا اختیار اللہ کے پاس ہے۔ پھر قرآن پاک ہمیں یہ بھی سمجھاتا ہے کہ سب لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے برابر نہیں دیا اور اس میں بھی اللہ کی حکمت ہے۔ سب لوگ امیر ہوجائیں اور ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں تو دنیا کا نظام کیسے چلے گا، محنت اور کوشش کون کرے گا؟ اسی طرح سب لوگ غریب ہوجائیں تو بھی دنیا کا نظام نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی اس تقسیم میں بھی حکمت ہے۔ فرمایا: ﴿فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ ج﴾ (النحل:71) ''تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی ہے۔''

اللہ نے کسی کو زیادہ دیا اور کسی کو کم دیا تاکہ اس طرح لوگوں کو آزمایا جاسکے کہ کون شکر کرتا ہے اور کون صبر کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ

وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۝ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝﴾(الفجر) ''انسان کا معاملہ یہ ہے کہ جب اس کا رب اسے آزماتا ہے پھر اسے عزت دیتا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی! اور جب وہ اُسے آزماتا ہے پھر اُس کا رزق اُس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا!''

دونوں صورتوں میں انسان کی آزمائش ہو رہی ہے کیونکہ اس دنیا کی زندگی کا مقصد ہی امتحان ہے۔ فرمایا: ﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ﴾ ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔''

جب زیادہ عطا ہو تو امتحان بھی زیادہ اور بڑا ہوگا۔ اسی لیے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ میری اُمت کے امراء میری اُمت کے فقراء سے 5 سو برس بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امراء میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں لیکن جتنا زیادہ مال ہوگا اُتنا ہی حساب بھی زیادہ ہوگا۔ اگر مال حرام جمع کیا ہوگا تو وہ اُلٹا عذاب کا ہی باعث بنے گا لیکن رزقِ حلال کا بھی بہرحال حساب ہونا ہے۔ لہٰذا کسی کے پاس زیادہ مال دیکھ کر حسد نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور رزقِ حلال کے لیے محنت اور کوشش کرنی چاہیے۔ بہرحال انسان کی ضروریات ہیں، گھر کا نظام چلانا، اولاد کی پرورش، دیگر کئی معاملات میں مال کی ضرورت ہوتی ہے، پھر یہ کہ آج اکثریت معاشی جبر اور مسائل کا شکار ہے، عام آدمی جتنی بھی محنت اور کوشش کرتا ہے لیکن اس جبر کے نظام کی وجہ سے اُس کو اُتنا صلہ نہیں مل رہا، زیادہ تر غریب کی محنت کا ثمر اشرافیہ ہڑپ کر رہی ہے، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ اس حوالے سے بھی ہمیں رہنمائی قرآن وسنت سے لینا ہوگی۔ معروف حدیث ہے: ((طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ)) حلال رزق کے لیے کوشش کرنا فرض ہے مگر دیگر فرائض کے بعد۔

بدقسمتی سے آج رزق حلال کمانے کو ہی فرض سمجھ لیا گیا ہے، ساری بھاگ دوڑ دولت کمانے کے لیے ہو رہی ہے جبکہ حدیث کے باقی الفاظ پر غور نہیں کیا جا رہا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسبِ حلال کی کوشش کرنا بھی فرض ہے اور اس کی فضیلت بھی ہے لیکن حدیث کے الفاظ واضح ہیں کہ اس سے پہلے دیگر دینی فرائض کو بجالانے کی کوشش کرنا بھی فرض ہے۔ ان دینی فرائض میں دعوتِ دین کا کام اور اقامتِ دین کی جدوجہد بھی شامل ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کے اُمتی ہونے کے ناطے دعوتِ دین اور اقامتِ دین کی جدوجہد ہر مسلمان پر لازم ہے اور ختم نبوت کے بعد یہ اہم ترین فریضہ اس اُمت کے کندھوں پر ہے۔ صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں سے بھی ہمیں یہی سبق ملتا ہے۔ بے شک اُنہوں نے تجارت بھی کی ہے، رزقِ حلال کی کوشش بھی کی ہے لیکن اللہ کے دین کو قائم کرنا ان کی پہلی ترجیح تھی۔ یہی وجہ تھی کہ جب اللہ کا دین سرزمین عرب پر قائم ہوا تو کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔ آج اگر ہم صرف دولت کمانے کے پیچھے ہی بھاگتے رہیں گے اور اللہ کے نظام کو قائم کرنے کی کوشش نہیں کریں گے تو اس جبر کے نظام سے نجات کیسے ملے گی؟ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَىِٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝﴾ (ابراہیم) ''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر تم کفر کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بھی بہت سخت ہے۔''

عام طور پر ایک تصور یہ رہتا ہے کہ بھئی میں تو بڑا مسکین ہوں، بڑا محتاج ہوں، بڑے مسائل ہیں، میرا تو گزارا نہیں ہوتا۔ اکثر ایسی باتیں وہ لوگ کر رہے ہوتے ہیں جن کے پاس اللہ کا دیا بہت کچھ ہوتا ہے لیکن وہ اپنے سے اوپر والوں کو دیکھ کر احساسِ کمتری کا شکار ہو رہے ہوتے ہیں کہ فلاں کے پاس اتنا مہنگا گھر ہے، گاڑی ہے، فلاں ہے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ حالانکہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ دنیا کے معاملے میں بندے کو ہمیشہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھنا چاہیے اور دین کے معاملے میں ہمیشہ اپنے سے اوپر والوں کو دیکھنا چاہیے۔ دنیا کے معاملے میں اگر بندہ اپنے سے نیچے والوں کو دیکھے گا تو اللہ کا شکر ادا کرے گا اور دین کے معاملے میں اپنے سے اوپر والوں کو دیکھے گا تو دین کے کاموں میں مزید محنت اور کوشش کرے گا۔ دونوں صورتوں میں اس کو بہتر صلہ ملے گا۔ کراچی میں ایک دولت مند انسان کو ہم نے دیکھا، اپنے بیٹے کو کچرے کے اُس ڈھیر کے قریب لے جاتا جہاں غریب بچے کچرے میں کھانے کی چیزیں تلاش کر رہے ہوتے۔ وہ کہتا: دیکھو بیٹا! یہ بھی انسان ہیں۔ دو وقت کے کھانے کو ترس رہے ہیں جبکہ ہمیں اللہ نے کتنا نوازا ہے، اس پر ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔ اس کے برعکس عام طور پر بچوں کی شروع سے ہی یہ ذہن سازی کی جاتی ہے کہ تم بڑے ہو کر فلاں بنو تا کہ فلاں سے آگے نکل جاؤ، فلاں کے پاس اتنی زیادہ دولت ہے، اتنی جائیداد ہے، ہمارے پاس اتنی کم ہے۔ آج دنیا کی اسی دوڑ کی وجہ سے ہر آدمی پریشان ہے اور ناشکری کر رہا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں مزید عطا کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو عذاب بھی اتنا ہی سخت ہوتا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن میں غور کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح سورۃ الطلاق میں فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ﴾ (الطلاق: 3،4) ''اور جو شخص اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا' اللہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ پیدا کر دے گا۔ اور اُسے وہاں سے رزق دے گا جہاں سے اُسے گمان بھی نہیں ہوگا۔''

تقویٰ کا مطلب ہے اپنے آپ کو گناہوں، حرام کاموں سے بچانا۔ آج لاکھوں روپے دے کر ماہرین کو تربیت اور تقریروں کے لیے بلایا جاتا ہے کہ وہ معاشی ترقی کے گر سکھائیں لیکن وہ فطری راز نہیں بتا سکتے جو اللہ کا قرآن بتا رہا ہے۔ گناہ، رزق کے حصول میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ گناہوں سے بچنا رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔ قرآن مجید رزق میں برکت کا ایک اور راز بھی بتا رہا ہے کہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ استغفار کرو، نہایت عاجزی کے ساتھ اللہ کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے اپنے گناہوں کی معافی مانگو تو اللہ معاف کر دے گا اور تمہارا رزق بحال کر دے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کا یہی وعدہ سنایا تھا۔ فرمایا:

''تم اپنے رب سے استغفار کرو۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا اور وہ بڑھا دے گا تمہیں مال اور بیٹوں سے' اور تمہیں باغات عطا کرے گا اور تمہارے لیے (چشمے اور) نہریں رواں کر دے گا۔'' (نوح: 10 تا 12)

جس ماحول میں قرآن پاک نازل ہو رہا تھا، لوگ انہی باتوں سے زیادہ واقف تھے، آج کے دور میں جن نعمتوں کی انسان کو ضرورت ہے، وہ بھی اللہ عطا کرے گا لیکن شرط یہ ہے کہ ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں اور اللہ کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو کثرت سے استغفار کرے، اللہ اس کے لیے کافی ہو جائے گا۔ جس کے ساتھ اللہ ہو جائے اُسے کس چیز کی کمی رہے گی؟ اللہ ہمیں یقین عطا کرے۔ عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ استغفار تب کی جاتی ہے جب انسان سے گناہ سرزد ہو جائے حالانکہ اللہ کے

پیغمبر ﷺ ہر نماز کے بعد سلام پھیرتے تو سب سے پہلے استغفار کرتے تھے، حالانکہ آپ ﷺ خطاؤں سے پاک تھے۔ اگر آپ ﷺ اس قدر استغفار کیا کرتے تھے تو آج ہمیں استغفار کی کتنی ضرورت ہوگی؟ لہٰذا انسان کو کثرت سے استغفار کرتے رہنا چاہیے۔ حدیث میں بھی ہے کہ کثرتِ استغفار کو اپنے لیے لازم کر لو، اللہ تعالیٰ تمہارے لیے رزق کے دروازے کھول دے گا۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جو چاہتا ہے کہ اس کی عمر اور رزق میں برکت ہو، اُسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ آج کا ایک بڑا مسئلہ یہ بھی ہے کہ بھائی بھائی سے ناراض ہے، قریبی رشتہ دار کئی کئی سال تک ایک دوسرے کے منہ نہیں لگتے اور اکثر تو فخر سے اس کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہے کہ کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے خفا رہے۔ اس میں انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے کیونکہ جو صلہ رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی عمر اور رزق میں برکت عطا فرماتے ہیں۔ اسی طرح حدیث میں ہے کہ جو چاشت کی نماز پڑھتا ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہو جائے گا۔ یعنی اللہ کی نصرت اُسے حاصل ہو گی۔ معلوم ہوا کہ نماز سے بھی رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن آج نوافل تو دور کی بات، لوگ فرض نمازوں میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں، الا ماشاء اللہ۔

اسی طرح اللہ کے نبی ﷺ نے رزق میں اضافے کے لیے نکاح کی ترغیب دلائی کہ جو نکاح کرتا ہے، اس کے رزق میں اللہ برکت فرما دیتا ہے۔ سورہ نور میں اللہ تعالیٰ بیواؤں کے نکاح اور غلاموں کے نکاح کی ترغیب دلاتا ہے اور ساتھ فرماتا ہے کہ اگر تم تنگ دست ہو گے تو اللہ تمہیں غنی کر دے گا۔ لیکن آج نکاح کے تصور کو بھی فضول رسموں کے ذریعے اتنا بڑا بوجھ بنا دیا گیا ہے کہ اُسے اُٹھانا عام آدمی کے بس کی بات نہیں رہی۔ آج ساری جمع پونجی شادی بیاہ کی رسموں پر لگا دی جاتی ہے اور عظیم اکثریت کو قرض کے بوجھ تلے دبا دیا جاتا ہے۔ یہ ہمارا اپنا پیدا کیا ہوا مسئلہ ہے۔ وہ نکاح جو سنت کی تعلیم کے مطابق ہوگا، اس کی برکت سے اللہ محتاجوں کو غنی کر دے گا۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ بندے کو غنی کرتا ہے۔

رزق کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے صبح کے اوقات میں برکت رکھی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میری اُمت کے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما دے۔ فجر کی نماز ادا کر کے جو رزق کے لیے نکلے گا اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں اضافہ فرمائے گا۔ لیکن آج فجر کے وقت صفیں خالی ہوتی ہیں۔ بڑے شہروں میں تو لوگ ناشتہ بھی 12 بجے کر رہے ہوتے ہیں اور مارکیٹیں 2 بجے تک کھلتی ہیں۔ برکت کہاں سے آئے گی؟ آج یہ بے برکتی سنت سے دوری والے طرزِ زندگی کی وجہ سے ہی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ہر دن دو فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ایک دعا کرتا ہے: یارب! جو تیری راہ میں خرچ کر رہا ہے اُس کو مزید عطا فرما۔ دوسرا بددعا دیتا ہے: یارب! جو تیری راہ میں خرچ کرنے سے روک رہا ہے تو بھی اُس کا رزق روک دے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے لاکھوں روپے ہونے ضروری نہیں ہیں۔ خلوص کے ساتھ اور حلال کمائی سے خرچ کیا گیا ایک روپیہ بھی بہت بڑے اجر کا باعث بن سکتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: اگر کھجور کا ایک دانہ بھی دے کر خود کو جہنم کی آگ سے بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ اسی طرح احادیث میں اور بھی بہت سی دعاؤں کا ذکر ہے جن کے مانگنے سے اللہ رزق میں برکت عطا فرماتا ہے۔ مثلاً وضو کرتے وقت یہ دعا پڑھنا:

((اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ)) ’’اے اللہ! میرے گناہ بخش دیجیے، اور میرے گھر میں وسعت اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔‘‘

مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنا:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ)) ’’اے معبود! میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل میں سے زیادہ فضل کا۔‘‘

اسی طرح یہ دعا پڑھنا:

((اَللّٰھُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ)) ’’اے اللہ! تو مجھے اپنے حلال کے ساتھ اپنی حرام (کردہ) چیزوں سے کافی ہو جا اور مجھے اپنے فضل سے، اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے۔‘‘

اسی طرح اور بھی بہت سی دعائیں جو سنت سے ثابت ہیں۔ سنت کے ہر کام میں انسان کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یقین اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اسی طرح اجتماعی سطح پر معاشی ترقی کے لیے بھی قرآن نے رہنمائی دی ہے۔ فرمایا:

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ضرور ہم اُن پر آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے مگر انہوں نے تو جھٹلایا تو ہم نے انہیں ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا۔ (الاعراف:96)

وہ قومیں جو اپنے گناہوں اور سرکشیوں کے باعث تباہ ہوگئیں، اُن میں سے بعض صفحۂ ہستی سے مٹا دی گئیں، اُن کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ اس مقام پر فرما رہا ہے کہ اگر ان بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمین و آسمان سے رزق کے دروازے کھول دیتا۔ معلوم ہوا کہ اجتماعی سطح پر قوموں کی سرکشی اور اللہ سے بغاوت بھی رزق میں کمی کا باعث ہوتے ہیں۔ آج ہمارے حکمران اور مقتدر اشرافیہ اللہ کی نافرمانیوں میں حد سے گزر رہی ہے، خلافِ شریعت قانون سازی ہو رہی ہے، اللہ کے احکامات کو سرعام پامال کیا جا رہا ہے۔ معاشی بحران نہیں آئے گا تو کیا ہوگا؟ اسی طرح سورۃ المائدہ میں سابقہ اُمت مسلمہ کے متعلق فرمایا:

اور اگر وہ تورات اور انجیل کو قائم رکھتے اور اس کو جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے تو وہ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے کھاتے۔ (المائدہ:66)

یعنی اگر اللہ کے دین کو قائم کرتے تو آسمان سے بھی برکتیں نازل ہوتیں اور زمین سے بھی خوشحالی آتی۔ لیکن بنی اسرائیل نے دین سے سرکشی کی اور اللہ نے اُن سے وہ ذمہ داری واپس لے کر موجودہ مسلمان اُمت کو سونپ دی۔ اگر موجودہ اُمت بھی اللہ کے دین کو قائم کرے گی تو آسمان وزمین سے اس کے لیے برکتیں نازل ہوں گی لیکن اس کے برعکس آج ہم سود ختم کرنے کے لیے تیار نہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اس جنگ کا نتیجہ ہے کہ آج ملک معاشی بحران کا شکار ہو چکا ہے۔ جون 2025ء کی رپورٹ کے مطابق اس وقت ملک پر 80 کھرب روپے کا سودی قرضہ ہے۔ جس میں سے 53 کھرب روپے صرف اندرونی قرضہ ہے جو سود پر لیا گیا ہے اور یہی اس قوم کی بربادی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ کم از کم حکومت اندرونی سود کو تو ختم کرے تا کہ ملک اور قوم دیوالیہ پن سے بچ سکے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے کہ سود کا انجام لازمی طور پر مفلسی اور بربادی ہوا کرتا ہے اور آج یہ بات پاکستان میں 100 فیصد سچ ثابت ہو رہی ہے۔ اگر اس تباہی اور غربت سے بچنا ہے تو انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی اللہ سے سرکشی اور بغاوت کا راستہ سچے دل سے ترک کرنا ہوگا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگنی ہوگی۔ تب ہی اللہ کی نصرت ہمارے شامل حال ہوگی اور ملک ترقی کرے گا۔ بصورت دیگر ہمارے ملک کے حالات کبھی نہیں سدھر سکتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

ابتدائی شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ نائن الیون کی طرح سڈنی دہشت گرد حملہ بھی فالس فلیگ تھا: رضاء الحق

سڈنی واقعہ پر دنیا کا معیار دہرا ہے، اہلِ غزہ کے قتل عام پر عالمی میڈیا اور حکومتیں خاموش رہیں لیکن چند یہودیوں کے قتل پر سب نے شور مچانا شروع کر دیا: ڈاکٹر محمد عارف صدیقی

ہمارا نظام بوسیدہ ہو چکا ہے، جتنا جلدی اس کو دفنا دیا جائے اُتنا ہی پاکستان کے لیے اچھا ہوگا: عبداللہ گل

”آسٹریلیا میں یہودی تہوار پر حملہ“

پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف تجزیہ نگاروں اور دانشوروں کا اظہارِ خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: سڈنی میں یہودی تہوار حنوکا میں فائرنگ کا جو واقعہ پیش آیا، کیا یہ غزہ پر اسرائیلی جارحیت کا شاخسانہ ہے یا اس کی کچھ اور وجوہات ہیں؟

رضاء الحق: ہمارا دین تو یہی سکھاتا ہے کہ کہیں بھی اگر معصوم لوگوں کا خون بہایا جائے تو وہ ناجائز ہے، اس کی مذمت کی جانی چاہیے۔ اسرائیل جو کچھ غزہ میں کر رہا ہے، وہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ پہلے اڑھائی سال تو اس نے بمباری کر کے غزہ کو کھنڈر میں تبدیل کر دیا ہے اور اس بمباری میں 70 ہزار سے زائد معصوم فلسطینی شہید ہوئے ہیں، اب وہ بھوک کو نسل کشی کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ حالیہ بارشوں کی وجہ سے اہلِ غزہ کو مزید مسائل کا سامنا ہے، ان کے 45 ہزار ٹینٹ جو پہلے ہی خستہ ہو چکے تھے ان بارشوں میں بہہ گئے ہیں اور شدید سردی کی وجہ سے مزید شہادتیں ہو رہی ہیں۔ اسرائیل معاہدے کے باوجود غذائی امداد اور نئے ٹینٹ اہل غزہ تک نہیں پہنچنے دے رہا۔ دوسری طرف غزہ پر قبضہ کر کے وہاں یہودی بستیاں بھی آباد کر رہا ہے۔ 14 دسمبر 2025ء کو آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں یہودی تہوار میں فائرنگ کا جو واقعہ ہوا ہے اگر اس میں واقعتاً معصوم یہودیوں کو قتل کیا گیا ہے تو قابل مذمت ہے۔ تاہم کچھ ایسی خبریں بھی آ رہی ہیں کہ یہ حملہ فالس فلیگ بھی ہو سکتا ہے۔ حملہ شام 6 بج کر 47 منٹ پر ہوتا ہے اور اس سے پونا گھنٹہ قبل اسرائیل اور تہران میں نوید اکرم نامی شخص کو گوگل پر سرچ کیا جا رہا تھا۔ سوال یہ ہے کہ پونا گھنٹہ پہلے اسرائیل اور تہران میں ملزم کو 100 مرتبہ کیوں سرچ کیا گیا جبکہ حملہ سے قبل اس بندے کا نام بھی کسی نے نہیں سنا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرائیل اور تہران میں کچھ لوگوں کو اس سازش کا علم تھا۔ قرآن بھی ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ یہود کی عیاری اور مکاری سے ہوشیار رہو کیونکہ یہ سازشیں کرنے سے باز نہیں رہیں گے۔ حملہ کے فوراً بعد ہی اسرائیلی وزیراعظم نے عبرانی زبان میں تقریر کی جس میں مسلمانوں کو ظالم اور دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ ملزم سے گن چھیننے والا ایک مسلمان ہی تھا جس نے اپنی جان پر کھیل کر یہودیوں کی جانیں بچائیں اور اس کوشش میں وہ زخمی بھی ہوا۔ انڈین میڈیا نے بھی واقعہ کے فوراً بعد حملے کا تعلق پاکستان سے جوڑنے کی کوشش کی اور یہ پروپیگنڈا شروع کر دیا کہ ملزم نوید احمد کا تعلق پاکستان سے ہے۔ لیکن اب خود انڈین میڈیا بھی

مرتب: محمد رفیق چودھری

تسلیم کر رہا ہے کہ دہشت گردوں کا تعلق انڈیا سے ہے اور ملزم 6 مرتبہ انڈین ویزے پر فلپائن میں عسکری تربیت حاصل کرنے گیا۔ نوید اکرم کی کچھ ایسی تصویریں بھی سامنے آئی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ CIDF (اسرائیلی ڈیفنس فورس) میں شامل رہا ہے جس نے غزہ میں مسلمانوں پر ستم ڈھائے ہیں۔ پھر یہ کہ حملے میں زخمی ہونے والوں میں سے ایک ارسن اسٹروسکی نام کا بندہ بھی ہے جو اسرائیل میں ہیومن رائٹس کے نام سے اپنا ادارہ چلاتا ہے اور صہیونیت کو پروموٹ کرتا ہے، اس کے ٹویٹر اکاؤنٹ سے بھی صہیونیت نوازی کھل کر سامنے آتی ہے جس میں وہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ 7 اکتوبر 2023ء کے طوفان الاقصیٰ آپریشن میں زخمی ہونے والوں میں بھی شامل تھا۔ صرف یہی نہیں بلکہ اس سے تین سال قبل یمن میں اُس کے قتل ہونے کی بھی ایک ویڈیو سامنے آئی تھی جبکہ 2025ء کے حالیہ حملے میں وہی شخص اپنی تصویر سوشل میڈیا پر شیئر کرتا ہے جس میں وہ خود کو زخمی ظاہر کرتا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ شخص ایک اداکار بھی ہے۔ درحقیقت غزہ پر حملے کے بعد اسرائیل اور یہودیوں کے خلاف پوری دنیا میں نفرت بڑھی ہے، آسٹریلیا، یورپ اور امریکہ میں بھی اسرائیل کے خلاف مظاہرے ہوئے۔ اس نفرت کو کم کرنے اور خود کو مظلوم ظاہر کرنے کے لیے اب یہ ایک نئی صہیونی سازش ہو سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ CNN، فوکس نیوز، برطانوی اور آسٹریلوی میڈیا پر یہودی انٹرویوز کے دوران یہ کہتے دکھائی دے رہے ہیں کہ ہم نے پہلے ہی کہا تھا کہ اگر اسرائیل اور یہودیوں کی حفاظت نہ کی گئی اور ان کے خلاف جاری مظاہروں کو نہ روکا گیا تو پھر یہی ہوگا۔ وہ اس کو antisemitism کا نام دیتے ہیں۔ اب امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے بھی یہ بات سامنے آئی ہے کہ مسلمانوں کو نکال دیا جائے۔ یہ ساری چیزیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ اسرائیل نے اپنی ساکھ کو بحال کرنے کے لیے یہ فالس فلیگ ڈراما رچایا ہے تاکہ بہانہ بنا کر وہ صہیونی عزائم کی تکمیل میں مزید آگے بڑھ سکے۔

سوال: سڈنی حملہ پر اسرائیلی وزیراعظم نے ردِعمل دیتے ہوئے آسٹریلوی حکومت کو بہت زیادہ تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ اُس نے یہود مخالف جذبات کو روکنے کی کوشش نہیں کی، اسرائیل کے خلاف مظاہرے ہوتے رہے، نفرت کو ہوا دی گئی اور آسٹریلوی حکومت خاموش رہی۔ آپ کے خیال میں اسرائیلی وزیراعظم کا یہ شکوہ جائز ہے؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: ناحق قتل مسلمان کا ہو یا یہودی کا قابل مذمت ہے مگر سڈنی واقعہ سے دنیا کا دہرا معیار سامنے آ گیا ہے۔ اس واقعہ میں چند یہودی مارے گئے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ یہودی تھے یا صہیونی تھے لیکن پوری دنیا کی حکومتیں، دانشور اور پوری دنیا کا میڈیا یک زبان ہو کر مذمتیں کر رہے ہیں۔ جبکہ دوسری طرف غزہ میں تین سال سے زائد عرصہ میں مظلوم

فلسطینیوں کا جتنا لہو بہایا گیا ہے، اس پر دنیا کی حکومتیں اور میڈیا خاموش ہیں۔ یہ دنیا کا دہرا معیار ہے۔ سڈنی واقعہ پر وہ مسلم حکمران بھی آج کھل کر مذمت کر رہے ہیں جو اہل غزہ کی نسل کشی پر خاموش تھے۔ جہاں تک اسرائیلی وزیراعظم کے شکوہ کی بات ہے تو جب اسرائیل کا وجود ہی ناجائز ہے، اس کا ہر عمل ہی ناجائز ہے تو اس کا شکوہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ لہٰذا اسرائیل سے کسی جائز عمل کی ہرگز توقع نہیں رکھنی چاہیے۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ آسٹریلیا نے 21 ستمبر 2025ء کو فلسطین کو بطور ریاست تسلیم کر لیا تھا۔ یہ اسرائیل کے لیے ایک بہت بڑا جھٹکا تھا، وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ کوئی بھی مغربی ملک اسرائیل سے بغاوت کرے گا۔ اس کے بعد آسٹریلیا میں اسرائیلی مظالم کے خلاف لاکھوں افراد جمع ہو کر مظاہرے کرتے رہے اور آسٹریلوی حکومت نے انہیں نہیں روکا۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم رائے عامہ پر پابندی نہیں لگا سکتے۔ اس حملے کے بعد اسرائیلی وزیراعظم نے آسٹریلیا پر یہی الزامات لگائے ہیں کہ اُس نے اسرائیل مخالف جذبات اور مظاہروں کو نہیں روکا، اپنے میڈیا کو سچ کہنے سے نہیں روکا۔ نیتن یاہو کا بیانیہ یہ ہے کہ جو ممالک بھی چاہے وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں، اسرائیل کے ساتھ کھڑے نہیں ہوں گے تو وہ حق پر نہیں ہیں۔

سوال: جیسے ہی آسٹریلیا میں یہ واقعہ ہوا تو انڈین میڈیا نے بغیر سوچے سمجھے پاکستان اور مسلمانوں پر الزامات لگانے شروع کر دیئے اور سرتوڑ کوشش کی کہ اس دہشت گرد حملے کا تعلق کسی طرح پاکستان سے ثابت ہو جائے لیکن جلد ہی سچ سامنے آ گیا کہ دہشت گردوں کا تعلق انڈیا سے ہے۔ اس پر آپ کیا کہیں گے؟

رضاء الحق: بھارتی حکومت بھی یہ تسلیم کر چکی ہے کہ دہشت گردوں کا تعلق حیدر آباد انڈیا سے تھا۔ وہ انڈین ویزہ پر دہشت گردی کی تربیت لینے جاتے رہے۔ درحقیقت اسرائیل اور انڈیا فطری اتحادی ہیں اور یہ بات قرآن پاک میں آج سے ساڑھے چودہ سو سال پہلے ہی بتا دی گئی:

﴿لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ﴾ (المائدہ:82)

”تم لازماً پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں۔“

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود و ہنود ہیں اور ان کا آپس میں گٹھ جوڑ بھی کھل کر سامنے آ رہا ہے۔

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: انڈیا شروع سے پاکستان کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتا آیا ہے اور ہمیشہ عالمی میڈیا نے اس مہم میں انڈیا کا ساتھ دیا ہے۔ 1965ء کی جنگ میں عالمی میڈیا نے انڈین میڈیا کے ساتھ مل کر جھوٹ پھیلایا کہ انڈیا نے لاہور پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس وقت سوشل میڈیا نہیں تھا، لہٰذا کچھ لوگوں نے اس وقت بھی ان پر یقین کر لیا تھا۔ مئی 2025ء کے پاک بھارت معرکہ میں بھی انڈین میڈیا نے کراچی اور لاہور فتح کر لیا تھا، فیصل آباد میں بندرگاہ اور سمندری میں سمندر بھی تلاش کر لیا۔ چند سال قبل EU ڈس انفولیب کا معاملہ بھی سامنے آیا تھا

> **سڈنی حملہ سے پونا گھنٹہ پہلے اسرائیل اور تہران میں ملزم کو گوگل پر تقریباً 100 مرتبہ سرچ کیا گیا، حالانکہ اُس وقت تک کسی نے اُس کا نام بھی نہ سنا تھا۔ ثابت ہوتا ہے کہ اسرائیل اور تہران میں کچھ لوگوں کو اِس سازش کا علم تھا۔**

اور انڈین کرونیکلز کے نام سے بہت بڑا اسکینڈل بے نقاب ہوا تھا جس میں 80 کے قریب ویب سائٹس پاکستان کے خلاف جھوٹ پھیلا رہی تھیں اور یہ ایسے لوگوں کے نام پر بھی چل رہی تھیں جو کئی سال پہلے مر چکے تھے۔ اس سارے کھیل کا مقصد پاکستان کی ساکھ کو برباد کرنا تھا۔ اسی چیز کو اسرائیلی اکابرین نے ہولوکاسٹ کے ذریعے استعمال کیا۔ یورپین ممالک میں اس کے اوپر بات کرنے پر بھی پابندی ہے۔ اگر کوئی ہولوکاسٹ پر سوال اُٹھاتا ہے تو اس کو سزا دی جاتی ہے، بندے مروا دیئے جاتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے بنائے بیانیہ سے ہٹ کر کسی بھی قسم کی بات سننے کو تیار نہیں۔ انہوں نے فلم انڈسٹری کو باقاعدہ اس جنگ میں شامل کیا ہوا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انڈین فلم انڈسٹری شاید انٹرٹینمنٹ انڈسٹری ہے حالانکہ حقیقت میں وہ انڈیا کی فوجی دفاعی انڈسٹری ہے جس کے ذریعے وہ باقاعدہ جنگ لڑتے ہیں۔ ابھی حالیہ دنوں میں بھی ان کی ایک فلم آئی ہے جس میں لیاری گینگ کراچی کو موضوع بنایا گیا ہے لیکن اس کے ذریعے انہوں نے یہ ذہن سازی کرنے کی کوشش کی ہے کہ سب مسلمان خدانخواستہ دہشت گرد ہوتے ہیں۔ ممبئی حملوں کے بعد بھی انہوں نے یہی کیا تھا۔ نائن الیون کے بعد بھی عالمی میڈیا نے یہی بیانیہ دنیا میں پھیلایا کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ حالانکہ بعد میں ثابت بھی ہو گیا کہ نائن الیون بھی ایک فالس فلیگ ڈراما تھا۔ ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور آس پاس کی عمارتوں کے سریے تک پگھل گئے تھے لیکن دہشت گردوں کے پاسپورٹس سلامت رہ گئے تاکہ دنیا کو ثبوت دکھایا جا سکے کہ حملہ آور مسلمان تھے۔ اب چونکہ مسلم دنیا میں تحقیق اور تجزیہ کا رجحان نہیں ہے اس لیے عالمی میڈیا جو بھی جھوٹ پھیلاتا ہے، اس کو سچ سمجھ لیا جاتا ہے۔ ہم میڈیا کو خبر کا ذریعہ سمجھتے ہیں جبکہ دشمن اس کو جنگ کے ٹول کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔

رضاء الحق: سرد جنگ کے دوران ہم نے دیکھا کہ روس کے خلاف فلم انڈسٹری کو باقاعدہ استعمال کیا گیا۔ ویتنام کی جنگ کے دوران بھی یہی ہوا۔ نائن الیون کے بعد ایسی فلموں کو باقاعدہ ایوارڈ دیئے گئے جن میں مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اسی طرح مغربی بیانیہ کی مخالفت میں اگر کوئی چینل یا میڈیا کام کرتا ہے تو اس کو بند کر دیا جاتا ہے، سوشل میڈیا سے پوسٹیں غائب ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے چینل کو کئی مرتبہ بند کیا گیا، دوبارہ شروع کیا گیا، پھر بند کر دیا گیا۔ حالیہ دنوں میں ہی چیٹ GPT اور اسرائیل کے درمیان معاہدہ ہوا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ GPT اسرائیلی اور صہیونی بیانیہ کو پروموٹ کرے گا۔ مخالف بیانیہ کو کمزور کرنے کی کوشش کرے گا۔ اسرائیلی چینلز اور اخبارات یہ خبریں شائع کر رہے ہیں کہ اسرائیل نے 1 لاکھ عیسائیوں کو سفیر کے طور پر بھرتی کیا ہے جو پوری دنیا میں اسرائیل کے بیانیہ کو پروموٹ کریں گے اور اسرائیل کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کریں گے۔ یہ مغرب کا پرانا ہتھکنڈا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں جرمنی نے اتحادیوں کے خلاف پروپیگنڈا پھیلانے کے لیے باقاعدہ ایک وزارت قائم کی تھی جس کا نام ہی منسٹری آف پروپیگنڈا تھا اور گوئبلز ان کا وزیر جھوٹ تھا جس کا مشہور قول ہے کہ جھوٹ اتنا بولو کہ وہ سچ لگنے لگے۔ اب اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جنگ میں بھی یہی حربے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ عالم اسلام کو چاہیے کہ اس سازش کو کاؤنٹر کرنے کے لیے خود بھی کوئی اقدامات کرے۔

سوال: جنرل فیض حمید کے کورٹ مارشل کے بعد جو سزا سنائی گئی ہے، کیا یہ انصاف ہے یا انتقام؟ یا پھر یہ فیض حمید کی سیاسی انجینئرنگ کا نتیجہ ہے جو وہ اپنے دور میں کرتے رہے؟

عبداللہ گل: جنرل فیض حمید کو 4 جرائم پر سزا سنائی گئی ہے۔ ان میں سیاسی انجینئرنگ بھی شامل ہے، کرپشن بھی ہے، اختیارات سے تجاوز بھی ہے اور سول معاملات میں مداخلت بھی شامل ہے۔ عام طور پر کورٹ مارشل جب ہوتا ہے تو 3 ماہ کے اندر سزا سنائی جاتی ہے لیکن اس کیس میں 15 ماہ لگے کیونکہ یہ حساس معاملہ تھا، جنرل فیض حمید ڈی جی ISI سمیت بہت سے اہم عہدوں پر رہے ہیں۔ پھر یہ کہ سیاسی انجینئرنگ قانونی لحاظ سے ایک ٹیکنیکل نکتہ ہے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے 1974ء میں خود ISI کا ایک سیاسی

سیل قائم کیا تھا جو آج بھی قائم ہے اور ایک میجر جنرل اس کو ہیڈ کر رہے ہیں جس کو DGC یا DGIW کہا جاتا ہے۔ یہ وقت کی ضرورت بھی ہے کیونکہ 1971ء میں جب مشرقی پاکستان الگ ہوا تھا تو اس وقت یہ بات بھی سامنے آئی تھی کہ دشمن سیاستدانوں کے ذریعے بھی اثر رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی تمام بڑی سیاسی پارٹیوں نے بھی ISI کے اس سیل کو ختم نہیں کیا اور یہ آج بھی قائم ہے۔ چونکہ ISI کا باس آرمی چیف نہیں بلکہ وزیراعظم ہوتا ہے اور جنرل فیض حمید کے باس عمران خان تھے، ان کے خلاف اسی وجہ سے تحقیقات کی گئی ہیں کہ شاید انہوں نے اختیارات سے تجاوز کیا ہے یا کچھ کام ماورائے آئین و قانون کیے۔

سوال: اس ڈرٹی گیم میں اور بھی بہت سے لوگ ملوث تھے۔ کیا آنے والے دنوں میں ان سب کے خلاف بھی ایسے ہی فیصلے متوقع ہیں؟

عبداللہ گل: ظاہر ہے اس قسم کی انجینئرنگ اکیلا آدمی تو نہیں کر رہا تھا، اس میں دیگر لوگ بھی شامل ہوتے ہیں، ایک پورا ونگ ہوتا ہے۔ پورے پاکستان میں اس ونگ کے دفاتر ہیں جہاں سیکٹر کمانڈرز بیٹھتے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مزید کن کن لوگوں کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ ماضی میں بھی اس طرح کے جرائم میں ملوث لوگوں کو سزائیں دی جا چکی ہیں۔ ایڈمرل منصور الحق جو نیوی کے سربراہ تھے ان کو ہتھکڑی لگا کر پاکستان لایا گیا۔ جنرل کیانی کے دور میں متعدد آفیسرز کو گھر بھیجا گیا۔ جنرل راحیل شریف کے دور میں 6 جنرل آفیسرز کو سزائیں دی گئیں۔ جنرل باجوہ کے دور میں لیفٹیننٹ جنرل جاوید اقبال کو عمر قید کی سزا ملی اور بریگیڈیر رضوان راجہ کو سزائے موت ملی۔ پھر 9 مئی کے واقعہ میں ایک لیفٹیننٹ جنرل، تین میجر جنرل اور سات بریگیڈیئرز سمیت 17 آفیسرز کو گھر بھیجا گیا۔

سوال: جنرل فیض حمید کے خلاف فیصلے کو کیا آپ سول بالادستی کی طرف ایک قدم کہہ سکتے ہیں؟ اور کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ملٹری قیادت نے اس فیصلے کے ذریعے سول قیادت کو یہ پیغام دیا ہے کہ استثناء یعنی ایگزیمپشن کسی کے لیے نہیں ہے؟

عبداللہ گل: سول بالادستی سیاستدانوں کی اپنی ڈومین ہے۔ اگر حکومت میں احتساب کا نظام موثر ہو تو سول بالادستی قائم ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس آپ دیکھتے ہیں کہ کتنے ہی سیاستدانوں کو کرپشن اور مختلف جرائم کی وجہ سے سزائیں ہوتی ہیں، لیکن کچھ عرصہ بعد وہ رہا ہو کر پھر وزیراعظم اور صدر بن جاتے ہیں جیسے دودھ سے دھلے ہوں۔ IMF نے 300 ارب روپے کی کرپشن کی رپورٹ شائع کی ہے لیکن کسی مجرم کو نہیں پکڑا گیا۔ اس کے برعکس ملٹری اسٹیبلشمنٹ نے ماضی میں بھی ثابت کیا ہے کہ استثناء کسی کے لیے نہیں ہے، چاہے کوئی بڑے سے بڑا آرمی آفیسر ہو، اس کو سزا ملتی ہے اور آئندہ بھی ملیں گی۔ آرمی کے اندر اپنا میرٹ سسٹم ہے، عام سپاہی کا بیٹا جنرل بن جاتا ہے، جبکہ جنرل عہدوں سے ہٹا دیے جاتے ہیں۔ سول بالادستی تو قانون کی بالادستی سے قائم ہوتی ہے۔ اصل میں تو احکامات الٰہی کی پابندی ہونی چاہیے، قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی ہونی چاہیے تب جا کر سول بالادستی قائم ہوگی۔ ہم نے آئینی طور پر قبول کیا کہ یہاں حاکمیت اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہوگی۔ لیکن عملاً اس کے برعکس سب کچھ ہو رہا ہے، تو سول بالادستی کیسے قائم ہوگی۔ اصل میں یہ نظام بوسیدہ ہو چکا ہے، ناانصافی اور لوٹ مار کی وجہ سے 37 فیصد عوام خط غربت سے نیچے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہیں۔ لہٰذا جتنی جلدی اس نظام کو دفنا دیا جائے، اتنا ہی پاکستان کے لیے اچھا ہوگا۔

سوال: چند دن پہلے تہران میں افغانستان کے حوالے سے ایک علاقائی کانفرنس ہوئی جس میں پاکستان، چین، روس اور وسط ایشیائی ریاستوں نے شرکت کی لیکن افغانستان نے شرکت نہیں کی۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

رضاء الحق: میرے خیال میں افغانستان کی موجودہ حکومت کا جھکاؤ بھارت کی طرف بڑھتا ہوا دکھائی دیتا ہے جبکہ پاکستان کے ساتھ اس کی کشیدگی چل رہی ہے۔ دوسرا یہ کہ افغان حکومت جانتی تھی کہ اس کانفرنس کا بنیادی ایجنڈا یہی ہوگا کہ افغانستان دہشت گردی کو ختم کرے اور افغان سرزمین کو دیگر ممالک میں دہشت گردی کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ موجودہ افغان حکومت کو قائم ہوئے صرف چار سال ہوئے ہیں۔ ابھی ان کا نظام اور ان کے ادارے اس قابل نہیں ہوئے کہ اس مطالبے کو پورا کر سکیں۔ اپنی طرف سے وہ کوشش کر رہے ہیں۔ ابھی پچھلے دنوں ہی 1 ہزار افغان علماء نے مشترکہ فتویٰ جاری کیا ہے کہ افغان جہاد افغانستان کے اندر تھا، افغانستان سے باہر اس کا استعمال جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ یہی شرط دوحہ معاہدے میں بھی شامل تھی اور امارت اسلامیہ افغانستان کے عہدیداروں نے بھی اس کو دہرایا ہے۔

سوال: اگر افغانستان خطے میں دہشت گردی کے خاتمے اور پائیدار امن کے قیام کے لیے کوششیں نہیں کرتا تو پوری دنیا میں طالبان حکومت کا امیج کیا متاثر نہیں ہوگا؟

ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: تہران میں جو کانفرنس ہوئی ہے اس کے نکات میں یہ بھی شامل تھا کہ امریکہ سمیت وہ ممالک جو افغانستان کی مدد کر رہے تھے وہ اپنی امداد مت روکیں اور افغانستان کے منجمد کیے ہوئے اثاثے اسے واپس لوٹائے جائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم سب کے سب مل کے برادر ملک کے لیے بہتری چاہتے ہیں۔ اگر افغان حکومت دہشت گردی کو کنٹرول کرنے میں ناکام ہے تو اس میں بھی ہم اس کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی اگر افغان طالبان دہشت گردی کو کنٹرول نہیں کرتے تو پھر ان کی خطے میں وہ عزت نہیں رہے گی جو پہلے تھی۔ افغان جہاد میں پاکستان سمیت پورے عالم اسلام نے ان کی مدد کی تھی اور ان کو عالم اسلام کا ہیرو بنایا تھا اور پاکستانیوں کے دل ان کے ساتھ دھڑکتے تھے۔ انہیں اسلام کا نمائندہ سمجھا گیا۔ اب اگر یہ انڈیا کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں تو ان کی وہ عزت نہیں رہے گی۔ انہیں اپنی کھوئی ہوئی ساکھ اور وقار کو بحال کرنے کے لیے ملا عمرؒ کے دور کی حکمت عملی کو اپنانا ہوگا اور وحدت اُمت کے تصور کو لے کر چلنا ہوگا۔

سوال: جب بھی کوئی بڑی کانفرنس ہوتی ہے تو اس کے بعد مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جاتا ہے، تہران کانفرنس کے بعد ایسا کیوں نہیں کیا گیا۔ اس کی کیا وجوہات تھیں؟

رضاء الحق: مشترکہ اعلامیہ صرف اُس وقت آتا ہے جب امریکہ یا دیگر عالمی طاقتوں کی طرف سے دباؤ ہوتا ہے۔ جیسا کہ ٹرمپ کے 20 نکاتی فارمولا کے حوالے سے جو کانفرنس ہوئی اس میں پاکستان سمیت دیگر مسلم ممالک بھی شامل ہوئے اور اس کے بعد امریکہ کی مرضی کا ہی اعلامیہ جاری کیا گیا۔ ایران نے کہا ہے کہ پاکستان اور افغانستان کو اپنے معاملات مل کر حل کرنے چاہئیں۔ یعنی کہ اُس نے بات کو اپنے سر سے اُتار کر ان کے سر پر ڈال دیا۔ سچی بات یہ ہے کہ مسلمان ممالک خود ہی متحد نہیں ہو پا رہے اور نہ ہی ان میں اتفاق ہے۔ اتفاق ہوگا تو مشترکہ اعلامیہ بھی جاری ہوگا بلکہ دشمن کے خلاف مشترکہ حکمت عملی بھی ہوگی۔ ❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء کا تعارف

1۔ رضاء الحق: مرکزی ناظم نشر و اشاعت و ترجمان تنظیم اسلامی پاکستان۔

2۔ ڈاکٹر محمد عارف صدیقی: معروف دانشور

3۔ عبداللہ گل: دفاعی تجزیہ نگار

میزبان: وسیم احمد: نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان۔

قرآن مجید سے ہمارا تعلق کس قدر اور کس نوعیت کا ہے

نورالعارفین

امت مسلمہ آج عمومی طور پر گمراہیوں میں ڈوبی ہوئی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جہاں احکامِ الٰہی اور سنتِ رسول ﷺ کو فراموش کردیا ہے، وہیں ہم قرآن مجید کے حقوق یعنی اس پر ایمان لانا، اس کے احکام کو بلاچوں وچرا قبول کرنا، اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام تسلیم کرنا اور اس کا پیغام دوسروں تک پہنچانے سے بھی غفلت برت رہے ہیں۔

قرآن مجید پر ایمان لانے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اس کے احکام کو بلاچوں وچرا قبول کرلیا جائے۔

قرآن مجید اللہ کی جانب سے انسانوں کے لیے بھیجا ہوا آخری ہدایت نامہ ہے۔ انسانی تاریخ کی ابتدا سے وحیٔ الٰہی کے نزول کا سلسلہ جاری رہا اور ہر دور میں تعلیماتِ الٰہی کا خلاصہ ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا﴾ (النساء:36)''اور اللہ ہی کی بندگی کرو اور کسی چیز کو بھی اُس کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ'' ہی رہا۔

قرآن کی بھی بنیادی تعلیم یہی ہے۔ گزشتہ انبیاء کی تعلیمات اور حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ملی ہدایت میں فرق یہ ہے کہ سابقہ شریعتوں میں علم وعقیدہ کا محور اُس دور تک اور جس قوم کی طرف نبی مبعوث کیے گئے اس قوم تک محدود تھا۔ حضرت محمد ﷺ کا پیغام سارے عالم کے لیے اور تا قیامت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے نہ صرف جامع ومکمل بنایا گیا بلکہ ہر قسم کی تحریف سے بھی محفوظ رکھا گیا۔ دنیا کی کوئی قوم اتنی خوش قسمت نہیں کہ اس کے پاس ایسی کتاب موجود ہو اور کوئی قوم اتنی بدنصیب بھی نہیں کہ جو ایسی عظیم کتاب کی ناقدری کی مرتکب ہو۔'' قرآن مجید کی ناقدری'' کا الزام معمولی نہیں جسے نظرانداز کردیا جائے۔ یہ دیکھنا ہوگا کہ آخر وہ کیا ناقدری ہے جو امت مسلمہ اس نسخۂ کیمیا کے ساتھ روا رکھے ہوئے ہے۔ اگرچہ یہ کتاب دلوں کی شفاء، تعمیر سماج کی بنیاد، قوموں کا افتخار اور جہاں گیری کا مسلمہ وآزمودہ اصول ہے۔

اس الزام پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک کا جتنا احترام ہم کرتے ہیں وہ اس کی قدردانی کا ثبوت ہے۔ کسی اہم معاملہ میں قسم کھانا ہو تو اس کتاب سے بڑھ کر ہم کسی چیز کو نہیں سمجھتے۔ گھر میں سب سے اونچی جگہ اس کتاب کے لیے مختص ہوتی ہے وہ بھی ایسی کہ وہاں صاف ستھرے کاغذ اور کپڑے بچھائے جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ قرآن مجید کے نسخے غلاف میں لپیٹ کر آنکھوں سے لگا کر چوم کر طاق میں سجائے جاتے ہیں۔

جہاں تک احترام کا معاملہ ہے، اس کتاب کا جتنا احترام کیا جائے کم ہے لیکن اصل قابل غور نکتہ اس کے مقصدِ نزول کو سمجھنے کا ہے۔ اس کی اصل قدردانی تو یہ ہے کہ اس کا وہ حق ادا کیا جائے جس کا تقاضا خود قرآن مجید ہم سے کرتا ہے۔

قرآن کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ اس پر ایمان لایا جائے۔ ارشادِ ربانی ہے:''پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اس روشنی (قرآن) پر جو ہم نے نازل کی ہے۔'' (التغابن:8)

ایک اور مقام پر مطالبہ یہ ہے کہ یہ ایمان محض زبانی نہ ہو بلکہ سچے دل سے ہو:''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اسے اس طرح پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے، وہ اس (قرآن) پر سچے دل سے ایمان لے آتے ہیں اور جو اس کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کریں، وہی اصل میں نقصان اٹھانے والے ہیں۔'' (البقرۃ:121) سچے دل سے ایمان لانے کے نتیجے میں انسان عقیدہ وفکر کی گمراہ کن تاریکی سے نکل کر اس روشنی میں آجاتا ہے جسے اللہ کی توفیق کہتے ہیں اور جو صراطِ مستقیم اور سبیل الحمید ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''(اے محمدؐ!) یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ اُن کے رب کی توفیق سے اُس پروردگار کے راستے پر جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔'' (سورۃ ابراہیم:1)

وحی کی حکمت اور مقصدِ نزول بتانے کے بعد کہا گیا: ''اور اس سے قبل وہ (یعنی وحی سے محروم قوم) صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے۔'' (آل عمران:164) گویا یہ قرآن ہی ہے جو لوگوں کو گمراہی سے نکالنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت علی ؓ سے مروی ایک طویل حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو شخص غیر قرآن میں ہدایت کا متلاشی ہوگا، اللہ اس کو گمراہ کردے گا، وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی ایک مضبوط رسی ہے اور وہ ایک محکم اور مضبوط ذکر ہے اور وہ ایک سیدھا راستہ ہے۔'' (ترمذی)

حقیقت یہ ہے کہ اگر امتِ مسلمہ میں پائی جانے والی گمراہیوں کے اسباب تلاش کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ ایک حدیث ہی کافی ہوگی۔ یعنی امتِ مسلمہ غیر قرآن سے ہدایت کی متلاشی ہے۔ مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اس مستند ومسلمہ ہدایت نامہ کو رکھنے کے باوجود دنیا بھر کی کتابیں پڑھ لیتے ہیں لیکن اس قرآن سے فیض یاب ہونے کی انہیں توفیق نہیں ہوتی۔ بیشتر لوگوں نے اس کتاب ہدایت کو کتاب ایصالِ ثواب بنادیا ہے۔ یہ کتاب تو زندوں کے لیے نازل کی گئی لیکن اسے مردوں کے لیے مختص کردیا گیا۔ نتیجہ یہ ہے کہ قرآن تمام تر نور کے باوجود غلافوں میں بند ہے۔ قرآن کریم میں ہے:''اور ہم نے اُن کو (یعنی نبی مکرم ﷺ کو) شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اُن کے شایانِ شان ہے۔ یہ (کتاب) تو فقط نصیحت اور روشن قرآن ہے، تاکہ وہ اس شخص کو ڈر سنائیں جو زندہ ہو اور کافروں پر فرمانِ حجت ثابت ہوجائے۔'' (یٰسین:70،67)

حضرت ابو سعید خدری ؓ سے مروی ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگوں میں ایک گروہ ایسا پیدا ہوگا کہ وہ قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، اسلام سے وہ ایسے نکل جائیں گے جس طرح تیر۔''

یہ ایک طویل حدیث کا ٹکڑا ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے خبردار کیا ہے ایسے زمانے سے جبکہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہوں گے لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا یعنی دل تک نہیں پہنچے گا محض زبان وحلق کی مشق ہوگی۔ تلفظ کی ادائیگی میں تو کوئی فرق نہ ہوگا لیکن نہ اس کے مفہوم سے آشنا ہوں گے، نہ اس کی کیفیات کو محسوس کریں گے، نہ اس کے احکام کو جانیں گے اور نہ اس پر عمل کی رغبت رکھتے ہوں گے۔ حلق سے نیچے نہ اترنے کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اس پاک کلام کی دل تک رسائی نہیں ہوگی۔ لازمی بات ہے کہ شرک ونفاق سے لے کر اخلاقی بیماریوں تک تمام گناہوں اور نافرمانیوں کا گھر دل ہوتا ہے اور اگر قرآن کی تاثیر حلق سے

نیچے اتر کر دل تک نہ پہنچے تو اُس کا پڑھنا پڑھانا کیسے باعث فیض وحصولِ پاکیزگی ہوسکتا ہے۔

قرآن مجید پر ایمان لانے کا ایک تقاضا یہ ہے کہ اس کے احکام کو بلا چوں و چرا قبول کرلیا جائے۔ اس کی تعلیمات پر عمل کرنے سے جی چرانا اور تاویلات کے ذریعہ بچ نکلنے کی کوشش یا عملی انحراف کرنے کو منافقت سے تعبیر کیا گیا ہے: ''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسول (ﷺ) کی طرف تو ان منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آنے سے کتراتے ہیں۔'' (النساء:61)

قرآن پر ایمان کا لازمی تقاضا ہے کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام تسلیم کیا جائے۔ اگر حلال وحرام کو جاننے کا معیار قرآن مجید کو نہ مانا گیا تو ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔ حضرت صہیب ؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے قرآن میں حرام کی ہوئی اشیاء کو حلال سمجھا وہ گویا قرآن پر ایمان ہی نہیں لایا۔'' (ترمذی)

اس کتاب کے نزول کے جو مقاصد بتائے گئے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ انسانوں کے درمیان پائے جانے والے تنازعات حل کئے جائیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اے نبیؐ! بیشک ہم نے آپؐ کی طرف حق پر مبنی کتاب نازل کی ہے تاکہ آپؐ لوگوں میں اس (حق) کے مطابق فیصلہ فرمائیں جو اللہ نے آپؐ کو دکھایا ہے۔'' (النساء:105)

گویا اس کتاب پر ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کے فیصلوں کو تسلیم کیا جائے اور اپنے تنازعات کی یکسوئی کے لیے اسے حَکم (جج) بنایا جائے۔

سنجیدگی سے غور کیجیے کہ قرآن مجید سے ہمارا تعلق کس قدر اور کس نوعیت کا ہے۔ اسے فراموش کردیا ہے یا محض تلاوت پر اکتفا ہے۔ اسے سمجھ تو لیتے ہیں لیکن اپنی مرضی کے مطابق یا پھر ٹھیک معنوں کو پالینے کے باوجود عمل سے محروم ہیں۔

ترکِ قرآن اور کتاب حکمت کی ناقدری کی وضاحت اس آیت سے ہوتی ہے: ''(بروز قیامت) رسولؐ (حق تعالیٰ سے شکایت کے طور پر) کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! میری قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔'' (الفرقان: 30) اس آیت میں لفظ 'مھجورا' استعمال ہوا ہے جس کا ترجمہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ ''مھجورا'' کا لفظ 'ہجر' سے مشتق ہے۔ ہجر کے معنی ہیں ترک کرنا، چھوڑنا، قطع تعلق کرنا، رخ پھیر لینا وغیرہ۔ اسی سے ہجرت بنا ہے یعنی کسی چیز یا مقام کو چھوڑ کر دوسری چیز یا دوسرا مقام اختیار کرنا۔ مذکورہ بالا آیت میں ترکِ قرآن کی جو شکایت نبی کریم ﷺ کی زبانی سامنے آئی اگرچہ اس سے مراد کفار ہیں کہ قرآن کا انکار کرنے والی قوم تو وہی ہے لیکن بعض روایات کی بناء پر مفسرین وعلماء نے ایسے مسلمانوں کو بھی اس آیت کے ذریعہ تنبیہ کی ہے جو قرآن پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن نہ اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے، نہ اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں اور نہ ہی اس پر عمل کرتے ہیں۔

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے: ''اس (قرآن) کا نہ پڑھنا بھی چھوڑ دینا ہے، اس کا نہ سمجھنا بھی چھوڑ دینا ہے اور اس پر عمل نہ کرنا بھی اسے چھوڑ دینا ہے۔''

حضرت انس ؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے قرآن پڑھا مگر پھر اس کو بند کر کے معلق کر دیا، اس کی تلاوت کی پابندی نہیں کی، اس کے احکام پر غور نہیں کیا تو بروز قیامت قرآن اس کے گلے میں پڑا ہوا آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکایت کرے گا کہ آپ کے اس بندہ نے مجھے چھوڑ دیا تھا اب آپ میرے اور اس کے معاملہ کا فیصلہ فرما دیجیے۔'' (قرطبی)

قرآن کا ایک حق اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانا، اس کی تعلیم کو عام کرنا بھی ہے لیکن اس کا اطلاق تو اُس وقت ہوگا جب ہم قرآن کی تلاوت کو حرزِ جان بنائیں۔ ان حقوق کی ادائیگی ہی اصل قدردانی ہے۔ یہی قدردانی ہے جس سے قرآن دنیا میں ہمارے لیے رہنما اور آخرت میں نور وذریعۂ شفاعت بن سکتا ہے۔

❁❁❁

حفظِ قرآن کی فضیلت

حافظ محمد حسن

حفظِ قرآن ایک ایسا عمل ہے جس سے انسان کی زندگی سنور جاتی ہے اور آخرت کی زندگی کے لیے نجات کا ذریعہ بنتی ہے۔

فضیلتِ قرآن:

قرآن کی عظمت: سب سے پہلے یہ بات سمجھنی ضروری ہے کہ قرآن پاک اللہ کا کلام ہے، جو دلوں کے روگ مٹا دیتا ہے اور اہل ایمان کے لیے رحمت ہے۔ حافظِ قرآن کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جو شخص اسے یاد کرے گا اور اس پر عمل کرے گا وہ اللہ کے نزدیک کتنا عظیم مقام حاصل کرلے گا۔

قیامت کے دن شفاعت:

ایک حدیث کے مطابق، جو حافظ قرآن اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام مانے گا، اللہ تعالیٰ اس کے گھرانے کے دس آدمیوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن پر جہنم واجب ہوچکی ہوگی۔

دنیاوی اور اُخروی فوائد:

فضائل زندگی: قرآن کا حافظ ہونے سے زندگی میں بہت برکت آتی ہے، والدین کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے، روزی میں وسعت آتی ہے، چہرہ نورانی ہوتا ہے، دل کو راحت ملتی ہے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔

روحانی فیض: جس گھر میں تلاوت کا معمول ہو وہ رحمت کے فرشتوں سے گھر جاتا ہے اور انوارات سے بھر جاتا ہے۔

حافظِ قرآن کا مقام:

قیادت کا حقدار: رسول اللہ ﷺ نے کئی موقعوں پر حافظِ قرآن کو فوج کا امیر مقرر فرمایا تھا کیونکہ ان کی قرآنی علمیت زیادہ تھی۔

اہلِ جنت کا سردار: حضرت علی، ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن کا باعمل حافظ قیامت کے دن اہل جنت کا سردار ہوگا۔

حضرات، حافظِ قرآن بننا اور پھر اس پر عمل کرنا ایک سعادت ہے۔ ہم سب کو چاہیے کہ اپنی استعداد کے مطابق قرآن پاک کو یاد کرنے کی کوشش کریں اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو قرآنِ پاک کو حفظ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

کردار کی پستی دیکھو!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا حسبِ سابق چلتی رہتی ہے پھر اچانک کوئی واقعہ دہلا کر ازسرنو ایک پوری تاریخ زندہ کر دیتا ہے۔ ہم سبھی غزہ پر ٹوٹتی بلاؤں کے عادی ہو گئے تھے۔ طوفانی بارش کا ایک سلسلہ وسط نومبر میں خستہ حال ٹینٹوں میں بھرے بچے بوڑھے، کم لباس، بھوکے اہل غزہ کو ڈبو گیا۔ یو این ادارہ UNRWA مضبوط ٹینٹ خوراک، کمبل، ضروریاتِ زندگی لیے موجود تھا، اجازت طلب تھا! اسرائیل کی اجازت نہ تھی۔ امریکہ، ذمہ داریاں سنبھالنے کو تیار کیے گئے 8 مسلم ممالک کے پاس دیکھنے کی فرصت نہ تھی۔ غزہ سے احمد عاشور نے لکھا: ہم مٹھائیوں، عیاشی کے طلب گار نہیں۔ صرف جینے کا حق مانگتے ہیں۔ موبائل گھر (یا مضبوط ٹینٹ) دو تاکہ ہم سڑکوں پر نہ رُلیں۔ موٹے بھاری کمبل، (خشک گرم کپڑے) جو ہمیں سردی سے بچا سکیں۔ زندگی کے سب دروازے ہم پر بند کر کے اسرائیل نے معمولی، غیر اہم چیزیں ہمارے منہ پر دے ماری تھیں۔ (اب فلسطینی گیلے چیتھڑوں، پھٹے ڈوبے ٹینٹوں میں پڑے تھے!) ہمیں عزت کے ساتھ ضروریاتِ زندگی فراہم کرو۔ ان حالات سے جیسے تیسے سنبھلے اور 11 تا 13 دسمبر شدید ترین طوفان اور بارش کے نئے ریلے آن اترے۔ غزہ پہلے خون میں بھیگا، اب پانی میں ڈوبا تھا۔ (53 ہزار خیمے برباد ہو گئے۔ اسرائیل نے میسر 3 لاکھ خیموں کے داخلے پر پابندی لگا رکھی ہے!) اور اس سے بڑھ کر اذیت زدہ وہ مسلم امت کی خاموشی کا اتھاہ سمندر جس پر ہو کا عالم طاری تھا مجبور و مقہور غزہ کے حوالے سے! ڈاکٹر عدنان البروش کے مطابق: طوفانوں سے تباہ حال مگر فلسطین پہاڑ کی طرح اٹل سر اٹھائے کھڑا ہے۔ جنھوں نے درد کے سمندر میں تیرنا سیکھ لیا ہو، کوئی بارش انھیں ڈبو نہیں سکتی۔ غزہ کو معجزوں کا انتظار نہیں، اس ضمیر کا انتظار ہے جو تنہا ہو مگر دنیا بھر کو کہہ سکے، بہت ہو چکی!

ہم دم بخود غزہ کو ہر غم، دکھ، المیوں کے ذائقے چکھتے دیکھ رہے تھے کہ اچانک 14 دسمبر کو پوری دنیا دہل گئی۔ تابڑ توڑ خبریں اڈنے، ابلنے لگیں۔ دہشت گردی کا سنگین واقعہ آسٹریلیا میں ہو گیا! سڈنی میں بونڈائی کے ساحل پر، جہاں یہودی مذہبی تہوار منانے کو ایک ہزار کے لگ بھگ موجود تھے، ایک 50 سالہ مرد اور 24 سالہ اسی کے بیٹے نے گولیاں چلا ڈالیں۔ 15 افراد ہلاک اور 42 زخمی ہو گئے۔ شہ سرخی تو یہ ہے کہ ہزار کے مجمع، پولیس کی موجودگی میں، بندوق بردار کو قابو کر کے سینکڑوں مزید یہودیوں کی جانیں بچانے والا ایک نہتا مسلمان تھا! بے خوفی سے لپک کر اُس نے بندوق چھینی اور اُسے گرا دیا۔ خود بھی زخمی ہو گیا۔ 43 سالہ احمد الاحمد! یہ اپنی جگہ ایک زبردست معرکہ ہے جرأت و استقلال کا، کردار کا۔ جو بحمد اللہ اسلامی تربیت کا سنہرا نقش ہے۔ ہم ان کے عورتوں، بوڑھوں، بچوں کو تحفظ دیتے ہیں خواہ وہ دو سال سے غزہ کے بچوں کے سروں کے نشانے لیتے، حاملہ عورتوں کو چن چن کر مارتے، روئے زمین کا ہر ظلم اس مقبوضہ سرزمین پر آزماتے ہی کیوں نہ رہے ہوں۔

ہمیں تاریخ سے مکمل لاعلم رکھا گیا ہے۔ حالانکہ ہم نے یہودیوں کو پوری انسانی تاریخ میں جا بجا بچایا، پناہ دی۔ سپین سے پوری یہودی آبادی کو نکل جانے کا الحمرا فرمان (عیسائیوں کا) جاری ہوا تو خلافتِ عثمانیہ سے سلطان بایزید دوئم نے بحری جہاز بھیج کر محفوظ انخلا کروایا۔ ڈیڑھ لاکھ یہودی، استنبول، ازمیر، سالونیکا میں شہریت اور مذہبی آزادی سے آباد کیے گئے۔ ہولوکاسٹ میں مسلمان البانیہ، پورے یورپ کی واحد قوم تھی جس نے عہد کی پاسداری (قرآنی حکم) کے تحت بڑے بڑے یہودی خاندانوں، مہاجرین کو اپنے گھروں میں پناہ دی۔ پیرس کی جامع مسجد کے امام نے مسجد کے تہ خانے میں یہودیوں کی جان بچانے کے لیے انھیں مسلم ظاہر کر کے کم و بیش 500 کو جگہ دی۔ مراکش نے ڈھائی لاکھ یہودیوں کو تحفظ دیا۔ یہ لامنتہا، انصاف، انسانی ہمدردی، رحمدلی کی کہانیاں تاریخ میں ثبت ہیں۔ اور سب سے حیران کن، پریشان کن تو یہود کا فلسطین میں آ بسنے کا قصہ ہے! یہ کہانی سناتے ہیں ڈاکٹر رائے کا ساگر انڈا، اینا کیسپریان، سوسن ابو الہوا اور کینیڈس اوونز۔ علی الترتیب، امریکی تاریخ دان، امریکی صحافی، فلسطینی امریکی مصنفہ اور امریکی تجزیہ نگار۔ المختصر، جب فلسطینی مسلمانوں نے آرمینی مہاجروں (عیسائی) ظلم سے بچ نکل کر آنے والے یہودی مہاجروں کو اپنی سرزمین بلکہ عین اپنے گھروں میں فراخدلانہ پناہ دی۔ بحری جہازوں میں لد کر آنے والوں (تصاویر، کتبے اٹھائے جنگ عظیم دوئم کے مہاجروں کی!) نے اپنی بپتا سنا کر ہمدردی وصول کی۔ اور پھر کس طرح وہ جنھیں ان ممالک نے انھیں قتل کرنا چاہا دھتکارا، مسلمانوں نے فلسطین میں انھیں کپڑے، کھانا، ٹھکانا، زمین فراہم کی۔ مگر ایک دن ایسا بھی آیا کہ فلسطینی گھر لوٹے تو یہ یورپی یہودی ان کے گھروں کے تالے بدل چکے تھے اور فلسطینی اپنے ہی گھروں میں داخل ہونے سے قاصر تھے۔ بند دروازوں کے باہر یہودی (غنڈے) بندوقیں اٹھائے دھمکا رہے تھے، یہاں سے چلے جاؤ ورنہ مار ڈالے جاؤ گے۔ سوسن: پھر تم نے ہمیں ہمارے گھروں اور وطن سے نکالا، قتل کیا، لوٹا، جلایا، ہماری زندگیاں لٹ گئیں۔ اور آج یہ اسرائیل کی کہانی پوری دنیا کے سامنے ہے۔

مسلم اخبارات احمد الاحمد پر فخر کر رہے ہیں کہ نہتے مسلمان نے (ہمارے خون پسینے کی کمائیاں لوٹ کر صیہونی ارب کھرب پتی بننے والے) یہودیوں کو بچایا۔ (ہاں بالکل درست کیا، یہی ہم ہمیشہ کرتے چلے آئے ہیں)۔ مگر تاریخ نہ بھولو۔ معذرت خواہانہ رویے اختیار نہ کرو۔ اہل غزہ کو بچانے کی بجائے قیامتوں میں بھی مسلمانوں نے انھیں یکہ و تنہا چھوڑا۔ اب ہم پھر اسرائیل کو بچانے اس سرزمین پر بڑے اور امیر مسلم ممالک کی مسلم افواج بھیجنے چلے ہیں۔ جانے سے پہلے حقیقی تاریخی، قرآن سے یہود بنی اسرائیل کا کردار، سیرت سے نبی ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف اُن کی سازشیں پڑھیے۔ اللہ آج ہر قدم دنیا کی تمام اقوام کے بیچ انھیں بے نقاب کر رہا ہے۔ مگر مسلم دنیا درہم و دینار، پاؤنڈ، یورو، ڈالروں کی اسیر، کردار میں حقیر و پُرتقصیر ہوش و خرد کھو چکی ہے۔ یہ بھی دیکھیے کہ لبنان میں ایک ماہ میں 3 مرتبہ اسرائیل نے یو این کی امن فوج پر

حملے کیے ہیں۔ فلسطینیوں کی حالت زار بدلنے کی نہ ہم میں طاقت ہے نہ خواہش۔ جنگ بندی کے ان 65 دنوں میں اسرائیل 800 حملے غزہ پر کر کے اس کی خلاف ورزی کر چکا ہے۔ 400 فلسطینی شہید اور ہزاروں زخمی، ہوائی جہاز، ڈرون، ٹینک، سبھی چلے۔ آپ زد میں تو آسکتے ہیں اسے روکنا؟ ہماری اوقات کہاں!

آسٹریلیا میں واقعے پر وقتی طور پر سبھی مغربی رعالمی حکومتوں نے تعزیت کی ہے۔ مگر نیتن یاہو کے متکبرانہ بیان اور آسٹریلیا پر تنقید کو برداشت نہیں کیا گیا۔ یو این مندوب (آسٹریلوی پروفیسر) اور وزیر اعظم آسٹریلیا نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے۔ اسرائیل کو تکلیف ہے کہ آسٹریلیا کے عوام نے 2 سال لگاتار غزہ کی زبردست حمایت کی ہے! اب یکا یک دہشت گردی کا پہاڑ اپڑھا جا رہا ہے۔ کیا دو سال سے اسرائیل پھول برساتا، گل وگلزار کھلاتا رہا؟ دنیا کو مسلسل احمق بنانا ممکن نہیں۔ حیران کن استقامت سے مغربی دنیا آج بھی اسرائیل کے خلاف اپنے موقف پر قائم اور غزہ کے لیے گریہ کناں ہے۔ کھیل کے میدان، آرٹ اور فلم کی دنیا، سڑکوں پر مظاہرین! اسرائیل دنیا کو مسلمان کر کے چھوڑے گا! اس کی نفرت لوگوں کے رگ وپے میں اتر چکی۔ آخر وہ دن آئے گا جب درخت اور پتھر بھی چیخ اٹھیں گے۔ میرے پیچھے یہودی چھپا ہے! برسلز میں 'زندگی کے حق کو عزت دو، ورنہ مزاحمت کی توقع رکھو' کا بینرز اور اسرائیلی اشیاء کے بائیکاٹ کے لیے بھرپور مظاہرہ فلسطینی جھنڈوں بیچ۔ دنیا بھر کو حماسی مزاحمتی بنا رہا ہے۔ اٹلی میں زبردست مظاہرے، سویڈن، مغربی یورپی ممالک ہر جا 'ویک اینڈ غزہ' کے نام کرتے ہیں۔ فرانسیکا البنیز (خاتون) مندوب یو این پر (نیتن یاہو کے تقاضے پر) پابندیاں عائد کر کے زندگی تنگ کر دی گئی۔ حد درجے بزدلی اور کمزوری کا اظہار ہے۔ دو اسلحے سے لدی قوتیں عورت پر سفری، مالی پابندیاں لگا کر زچ کریں! وہ وصولیابی یا ادائیگی نہیں کر سکتی۔ صحت کی انشورنس معطل، ہوٹل کی بکنگ منسوخ کر دی۔ اثاثے، اکاؤنٹ سبھی پر تالے! فرد، فرد سے جنگ!

نشہ اترے تو یہ کردار کی پستی دیکھو!

❁❁❁

پریس ریلیز 19 دسمبر 2025ء — **شجاع الدین شیخ**

غزہ میں طوفانی بارشوں اور شدید سردی کے باوجود اسرائیل کا امداد، کھانا اور ٹینٹ بارڈر پر روک دینا درندگی کی انتہا ہے۔ بہار کے وزیر اعلیٰ کا مسلم خاتون کا نقاب نوچ لینا درحقیقت بھارت میں ہندو انتہا پسندی و مسلم دشمنی کی واضح مثال ہے۔

غزہ میں طوفانی بارشوں اور شدید سردی کے باوجود اسرائیل کا امداد، کھانا اور ٹینٹ بارڈر پر روک دینا درندگی کی انتہا ہے۔ بہار کے وزیر اعلیٰ کا مسلم خاتون کا نقاب نوچ لینا درحقیقت بھارت میں ہندو انتہا پسندی و مسلم دشمنی کی واضح مثال ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل نے اڑھائی برس تک غزہ پر شدید ترین مسلسل بمباری کر کے 70,000 سے زائد معصوم شہریوں کو شہید اور 150,000 سے زائد کو زخمی کر دیا۔ غزہ کے 90 فیصد علاقے کو ملبہ کا ڈھیر بنا دیا۔ پھر یہ کہ گزشتہ 8 ماہ سے بھوک کو غزہ کے مسلمانوں کی نسل کُشی کے لیے بطور ہتھیار استعمال کر رہا ہے۔ لیکن کسی مسلم ملک کو توفیق نہیں ہوئی کہ اپنے مظلوم فلسطینی بھائیوں اور بہنوں کی عملی مدد کرے۔ جنگ بندی اور غزہ میں امداد کی اجازت دینے کا معاہدہ کرنے کے باوجود اسرائیل خوراک اور ٹینٹ غزہ میں داخل ہونے نہیں دے رہا۔ غزہ کے شہریوں کو شدید سردی اور طوفانی بارشوں سے محفوظ رکھنے کے لیے دنیا بھر سے بھیجے گئے ایک لاکھ ٹینٹ مصری سرحد پر پڑے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ سڈنی میں چند یہودیوں کے قتل پر دنیا بھر میں واویلا مچانے والے مغربی ممالک اسرائیل کی اس بدترین وعدہ خلافی اور غزہ کے مسلمانوں کی نسل کُشی کے خلاف مذمت کا ایک لفظ بولنے کو تیار نہیں۔ شرمناک دوہرے معیار کی انتہا یہ ہے کہ دہشت گردی کے اس واقعہ، جس کے مشکوک ہونے کے کئی ناقابلِ تردید شواہد سامنے آچکے ہیں، کی مسلم ممالک نے ایک دوسرے سے بڑھ کر مذمت کی، لیکن اسرائیل کی مسلسل دہشت گردی کے خلاف عملی قدم اُٹھانے کے لیے تیار نہیں۔ دوسری طرف اسرائیل کے فطری اتحادی بھارت میں سرکاری سطح پر انتہا پسند ہندو مسلمانوں کے مذہبی شعائر اور اُن کے جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے ہیں۔ جس کی تازہ مثال بھارتی ریاست بہار میں پیش آنے والا شرمناک واقعہ ہے جس میں وزیر اعلیٰ نے ایک مسلم خاتون کا نقاب نوچ لیا۔ اُنھوں نے کہا کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و ہنود کے اس گٹھ جوڑ کے حوالے سے قرآن پاک نے تقریباً ساڑھے چودہ سو برس قبل ہی خبردار کر دیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ جب تک مسلم ممالک آپس میں اتفاق واتحاد قائم نہیں کرتے وہ اپنے دشمنوں کے مذموم مقاصد کو ناکام بنانے کے قابل نہیں ہوں گے۔ لہٰذا مسلم ممالک کے حکمران اور مقتدر حلقے امریکہ اور دیگر اسلام دشمن ممالک سے ڈرنے کی بجائے صرف اللہ سے ڈریں۔ مل کر دنیا بھر میں مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لیے عملی اقدامات کریں تاکہ دنیا میں بھی اپنا وقار بحال کر سکیں اور آخرت کی کامیابی بھی حاصل ہو جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

سوال 12: ہنڈیوں اور ٹریڈ بلز پر مروجہ ڈسکاؤنٹنگ کا اسلام کے مالیاتی نظام میں کیا متبادل ہے؟ اس حوالے سے اسلامی بینکوں کے اختیار کردہ طریقے کیا شریعت کی روح کے مطابق ہیں؟

جواب: بینکنگ کے روایتی (Conventional) نظام میں Discounting of trade bills ایک قدرے سہل اور سادہ نظام ہے' لیکن چونکہ یہ نظام متعین شرح سود پر قائم ہے اس لیے اسے من وعن اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ روایتی طریقہ کار کے مطابق کوئی مالیاتی ادارہ کسی تجارتی بل میں کٹوتی کر کے بل کے حامل شخص کو ایک ایسی رقم دیتا ہے جو اس بل کی قدر عرفی سے کم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ یہ ادائیگی بل کی مدت مکمل ہونے سے پہلے کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک بل جس کے عوض تین ماہ کے بعد 100,000 روپے ادا کرنا ہیں' قبل از وقت ادائیگی کی صورت میں بینک اس کے عوض 90,000 روپے دے گا۔ یہ صریحاً ربا ہے' جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1336 دن گزر چکے!

آئینہ قرآنی کے ذریعے اپنی پہچان

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

سورۃ الانبیاء آیت 10 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ہی تذکرہ موجود ہے۔تم غور وفکر سے کام نہیں لیتے ؟''

اس آیت کریمہ کی روشنی میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا شروع کرے تو وہ اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے۔وہ محسوس کرے گا کہ یہ میں ہی تو ہوں یا کہے گا یہ میں نہیں ہوں۔قرآن نے ایمان والوں کا ذکر کر کے ان کے اوصاف بیان کیے ہیں۔کفار کے ذکر کے ساتھ ان کی خصلتیں بھی بیان کی ہیں اور منافقین کے طرزِ عمل کو بھی واشگاف انداز میں بیان کیا ہے۔مؤمن ، منافق ، مشرک ، کافر ، فاسق ، ظالم سب کا بیان ہے اور ہر کوئی باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کس گروہ میں شامل ہے۔ ہر انسان کو آئینہ قرآنی میں اپنی اپنی تصویر دیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔آئینہ جو تصویر دکھائے ،اُسے دیکھ کر انسان اپنی نوک پلک ٹھیک کرلے تو فائدہ اُسی کا ہے اور اگر اپنے حال میں ہی مگن رہنا چاہتا ہے، تو نقصان اُسی کا ہوگا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے فہم قرآن کا ایک واقعہ تحریر فرمایا ہے جس کو استفادہ عام کے لیے اس دعا کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قرآن کے آئینے میں جھانک کر اپنے آپ کو دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔مولانا صاحب لکھتے ہیں:

''احنف بن قیس ایک بڑے عرب سردار تھے۔مشہور تھا کہ اگر احنف کو غصہ آتا ہے تو ایک لاکھ تلواروں کو غصہ آجاتا ہے۔رسول اکرم ﷺ کی زیارت تو انہوں نے نہیں کی، مگر آپؐ کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کی اور ان کے ساتھ رہے۔خاص طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے معتقد اور مخلص تھے۔ایک دن کسی قاری نے یہ آیت تلاوت کی:﴿لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۰﴾ (الانبیاء)

''ہم نے تمہاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمہارا ہی تذکرہ موجود ہے۔تم غور وفکر سے کام نہیں لیتے ؟''

عربی اُن کی زبان تھی، یہ سن کر چونک پڑے۔ گویا نئی بات سنی، کہنے لگے: ''ہمارا تذکرہ! ذرا قرآن تو لاؤ، دیکھوں میرا کیا تذکرہ ہے اور میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟''قرآن مجید دیکھا تو لوگوں کی صورتیں ان کے سامنے سے گزرنے لگیں۔

☆ ایک گروہ آیا جس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:﴿كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ ۝۱۷ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝۱۸ وَفِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝۱۹﴾ (الذاریات)

''وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق تھا۔''

☆ پھر کچھ ایسے لوگ آئے جن کا حال یہ تھا کہ: ﴿تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝۱۶﴾ (السجدہ)''ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔وہ لوگ اپنے رب کو اُمید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

☆ پھر کچھ ایسے کہ:﴿یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝۶۴﴾ (الفرقان) ''راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام میں لگے رہتے ہیں۔''

☆ پھر ایک قافلہ گزرا جس کی شان یہ تھی کہ: ﴿الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۳۴﴾ (آلِ عمران)

''خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ ایسے نیکوکاروں کو محبوب رکھتا ہے۔''

☆ ابھی نظر بھر کر ان کو دیکھ نہیں سکے تھے کہ کچھ ایسے جوان مرد سامنے آگئے جن کا عالم یہ تھا:﴿وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ؕ وَمَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۹﴾ (الحشر)

''دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں۔اگرچہ ان کو تنگی و فاقہ ہو اور (واقعی) جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے وہ بڑا کامیاب ہے۔''

☆ ابھی ہٹے ہی تھے کہ ایک دوسرا نمونہ سامنے آیا: ﴿وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ۝۳۷ وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۪ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَیْنَهُمْ ۪ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ۝۳۸﴾ (الشوریٰ)''جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب اُن کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور اُن کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ دیا ہے، اُس میں سے خرچ کرتے ہیں۔''

حضرت احنف ؒ اپنے کو پہچانتے تھے۔ کہنے لگے: ''خدایا! میں تو ان میں کہیں نظر نہیں آتا''۔ اب اُنہوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا۔اس میں ان کو اور طرح کے آدمی نظر آنے لگے۔

☆ ایک بھیڑ ملی، جس کا حال یہ تھا:﴿اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِیْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ یَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۳۵ وَیَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ۝۳۶﴾ (الصفت)''جب اُن سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کیا کرتے اور کہتے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے؟''

☆ اور آگے بڑھے تو کچھ ایسے لوگ ملے کہ: ﴿وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ۝۴۵﴾ (الزمر)''جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھِل اُٹھتے ہیں۔''

☆ کچھ ایسے بدقسمت بھی کہ جب اُن سے کہا گیا: ﴿مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ۝۴۲﴾ (المدثر)''تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا؟'' تو وہ جواب دیں گے: ﴿قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۝۴۳ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ ۝۴۴ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ ۝۴۵ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ ۝۴۶ حَتّٰىٓ اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ ۝۴۷﴾ (المدثر)

''ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور ہم باتیں بنانے والوں کے ساتھ خود بھی مشغول ہو جاتے تھے اور ہم آخرت کا انکار کرتے تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔''

حضرت احنف ؒ یہ صورتیں دیکھ کر گھبرا گئے۔

کہنے لگے کہ خدایا! ایسے لوگوں سے تیری پناہ! میں ان سے بے زار ہوں، اور مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ اپنے متعلق نہ تو دھوکے میں تھے اور نہ ایسے بدگمان کہ اپنے کو مشرکوں اور باغیوں میں سمجھ لیں۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایمان کی دولت دی ہے اور ان کا مقام بہت بلند نہ سہی مگر ان کی جگہ مسلمانوں ہی میں ہے۔ ان کو ایسی صورت کی تلاش تھی جس کو وہ اپنی کہہ سکیں۔ ان کو اپنے ایمان کا یقین بھی تھا اور اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا علم بھی۔ اور اللہ کی رحمت اور مغفرت پر بھروسا بھی۔ نہ ان کو اعمال پر غرہ تھا، نہ خدا کی رحمت سے مایوسی۔ ان کو اس ملی جلی صورت کی تلاش تھی اور اس کا یقین تھا کہ وہ صورت اس جامع و مکمل، اس زندہ و تازہ کتاب میں ضرور ملے گی۔

اُنہوں نے سوچا: کیا ایسے خدا کے بندے نہیں ہیں جو ایمان کی دولت بھی رکھتے ہیں، اپنے گناہوں اور تقصیروں پر شرمندہ بھی ہیں؟ کیا خدا کی رحمت اُن کو محروم رکھے گی؟ کیا اس کتاب میں جو سارے انسانوں کے لیے ہے، ان کی صورت اور ان کا تذکرہ نہیں ملے گا؟ ایسا نہیں ہوسکتا۔ احنف کو بالآخر اپنی تلاش میں کامیابی ہوئی اور اللہ کی اس پاک کتاب میں اپنے کو ڈھونڈ نکالا: ﴿وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۱۰۲)﴾ (التوبۃ) ''اور کچھ اور لوگ ہیں جن کو اپنی خطاؤں کا اقرار ہے۔ انہوں نے ملے جلے عمل کیے تھے، کچھ بھلے کچھ بُرے۔ اللہ سے اُمید ہے کہ ان کے حال پر رحمت کے ساتھ توجہ فرمائے۔ بلاشبہ اللہ بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے۔''

انہوں نے کہا: بس بس میں مل گیا۔ میں نے اپنے کو پالیا۔ مجھے اپنے گناہوں کا اعتراف ہے۔ مجھے خدا کی توفیق سے جو کچھ نیک اعمال ہوئے اُن کا انکار نہیں۔ ان کی ناقدری نہیں، ناشکری نہیں۔ مجھے خدا کی رحمت سے نااُمیدی نہیں: ﴿قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّاۗلُّوْنَ (۵۶)﴾ (الحجر) ''اللہ کی رحمت سے وہی مایوس ہوسکتے ہیں جو گمراہ ہیں''۔ ان سب سے مل جل کر جو صورت تیار ہوئی وہ میری صورت ہے۔ اس آیت میں میرا اور میرے جیسوں کا حال بیان کیا گیا ہے اور ان کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ قربان اپنے رب کے جس نے اپنے گناہ گار بندوں کو فراموش نہیں فرمایا۔

حضرت احنف ؒ کی تلاش کا یہ قصہ ختم ہوگیا۔ وہ اپنے پیدا کرنے والے کے پاس پہنچ گئے، مگر یہ کتاب موجود ہے اور قیامت تک رہے گی۔ قومیں اگر اپنے کو اس میں تلاش کریں گی تو پالیں گی۔ جماعتیں اور مختلف طبقے اگر اپنے کو اس آئینے میں دیکھنا چاہیں تو دیکھ لیں گے۔ افراد، ہم اور آپ اگر اپنے کو تلاش کرنے نکلیں گے تو ان شاء اللہ ناکام واپس نہیں ہوں گے۔ حضرت احنف ؒ نے ہم کو سچی تلاش کا ایک نمونہ دکھلایا اور قرآن پڑھنے اور اس پر غور کرنے کا صحیح طریقہ سکھا گئے۔ ہمیں اس نمونے اور تعلیم سے فائدہ اُٹھا کر قرآنِ مجید کا مطالعہ شروع کرنا چاہیے۔

(ماخوذ: ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن، نومبر 2018)

جناب احنف بن قیس ؒ تابعی تھے۔ انہوں نے خیر القرون میں قرآن کے آئینے میں اپنے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا تھا۔ اُس وقت دین غالب تھا۔ اس دور میں قرآن مجید سے اپنے آپ کو پہچاننا آسان تھا کیونکہ دین اسلام زندگی کے تمام شعبوں میں قائم اور غالب تھا۔ آج کے دور میں ایک طرف اسلام مغلوب ہے تو دوسری طرف کلمہ گو مسلمان اس تصور پر مطمئن ہو گئے ہیں کہ

''خوار ہیں، بدکار ہیں، ڈوبے ہوئے ذلت ہیں،
کچھ بھی ہیں مگر تیرے حبیب ﷺ کی اُمت میں سے ہیں۔''

اس جھوٹی تسلی نے مسلمانوں کو عمل سے اتنا دور کر دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق بھول گئے۔ جب اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے اُنہیں اپنے آپ سے بے بہرہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو منع فرمایا تھا:

﴿وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ (۱۹)﴾ (الحشر)

''ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں خود بھلا دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔''

جب آدمی یہ بھول جاتا ہے کہ وہ کسی کا بندہ ہے تو لازماً وہ دنیا میں اپنی ایک غلط حیثیت متعین کر بیٹھتا ہے اور اُس کی ساری زندگی اسی بنیادی غلط فہمی کے باعث غلط ہوکر رہ جاتی ہے۔ اسی طرح جب وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وہ ایک خدا کے سوا کسی کا بندہ نہیں ہے تو وہ اس ایک کی بندگی تو نہیں کرتا جس کا وہ درحقیقت بندہ ہے، اور ان بہت سوں کی بندگی کرتا رہتا ہے جن کا وہ فی الواقع بندہ نہیں ہے۔ یہ پھر ایک عظیم اور ہمہ گیر غلط فہمی ہے جو اس کی ساری زندگی کو غلط کر کے رکھ دیتی ہے۔ انسان کا اصل مقام دنیا میں یہ ہے کہ وہ بندہ ہے، آزاد و خودمختار نہیں ہے۔ اور صرف ایک خدا کا بندہ ہے، اس کے سوا کسی اور کا بندہ نہیں ہے۔ جو شخص اس بات کو نہیں جانتا وہ حقیقت میں خود اپنے آپ کو نہیں جانتا۔

اس وقت بدقسمتی سے اُمتِ مسلمہ اپنا مقام بھول چکی ہے اور طاغوت کی بندگی کر رہی ہے۔ جب تک اللہ کی زمین پر اللہ کا دین غالب نہیں ہوتا اس وقت تک انسان نہ اللہ کی خالص بندگی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے آپ کو پہچان سکتا ہے۔ قرآن کی رُو سے اللہ پر ایمان اور طاغوت سے کفر، دونوں لازم و ملزوم ہیں، اور اللہ اور طاغوت دونوں کے آگے بیک وقت جھکنا عین منافقت ہے۔

سورۃ النساء کی آیت 97 میں ہمیں آئینہ دکھایا جا رہا ہے۔ فرمایا: ''جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے اُن کی رُوحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو اُن سے پوچھا کہ یہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے۔ فرشتوں نے کہا، کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟''

اس آیت کی رو سے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ جو شخص اللہ کے دین پر ایمان لایا ہو اس کے لیے نظامِ کفر کے تحت زندگی بسر کرنا صرف دو ہی صورتوں میں جائز ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ وہ اسلام کو اس سرزمین میں غالب کرنے اور نظامِ کفر کو نظامِ اسلام میں تبدیل کرنے کی جدوجہد کرتا رہے جس طرح انبیاء علیہم السلام اور ان کے ابتدائی پیرو کرتے رہے ہیں۔ دُوسرے یہ کہ وہ درحقیقت وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پاتا ہو اور سخت نفرت و بے زاری کے ساتھ وہاں مجبوراً قیام رکھتا ہو۔ ان دو صورتوں کے سوا ہر صُورت میں دار الکفر کا قیام ایک مستقل معصیت ہے اور اس معصیت کے لیے یہ عذر کوئی بہت وزنی عذر نہیں ہے کہ ہم دنیا میں کوئی ایسا دار الاسلام پاتے ہی نہیں ہیں جہاں ہم ہجرت کر کے جاسکیں۔ اگر کوئی دار الاسلام موجود نہیں ہے تو کیا خدا کی زمین میں کوئی پہاڑ یا کوئی جنگل بھی ایسا نہیں ہے جہاں آدمی درختوں کے پتے کھا کر اور بکریوں کا دودھ پی کر گزر کر سکتا ہو اور احکامِ کفر کی اطاعت سے بچا رہے؟ ❀❀❀❀

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم عالمہ کورس (6 سال)، بی ایس سائیکالوجی (IOU) قد "5'.2، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-4422933

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اخبارِ اسلام

غزہ، اصل صورتِ حال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- خطیب المسجد الحرام، الشیخ صالح بن حمید نے کہا ہے کہ فلسطین اور القدس عربوں اور مسلمانوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ اور سربلند رہیں گے، مسجد اقصیٰ اور فلسطینی کاز امتِ مسلمہ کے ایمان، تاریخ اور اجتماعی شعور کا اٹوٹ حصہ ہیں اور کوئی طاقت انہیں دلوں سے جدا نہیں کر سکتی۔
- صہیونی نیٹ ورک سے ایک اہم منصوبے کا کھلے عام اعتراف کیا جا رہا ہے، جس کے تحت ایک لاکھ مسیحی افراد کو باقاعدہ تربیت دے کر انہیں دنیا بھر میں اسرائیل کے ''سفیر'' کے طور پر استعمال کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ ان افراد کا بنیادی کام اسرائیل کے حق میں بیانیہ پھیلانا، اس کی شبیہ (Brand) کا دفاع کرنا اور ہر قسم کی مخالفت کو خصوصاً فلسطینیوں کے حق میں آواز کو دبانا بتایا گیا ہے۔ اس کے لیے دنیا کے بڑے تعلیمی اداروں سے منسلک ایک معروف ڈیجیٹل لرننگ پلیٹ فارم کے ساتھ شراکت داری کی جا رہی ہے، جو ہارورڈ، ییل اور دیگر بڑی جامعات کو سروس فراہم کرتا ہے۔
- حماس کے ترجمان حازم قاسم نے کہا ہے کہ غزہ کی پٹی اس وقت نسل کشی کی جنگ کے تسلسل کا سامنا کر رہی ہے، جہاں سخت محاصرے اور تعمیر نو میں رکاوٹوں نے عوام کو موسم سرما کی شدید موسمی صورتحال کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا ہے۔ رفح کے سول ڈیفنس کے مطابق جنوبی غزہ کے بے گھر افراد کے کیمپوں سے بارشوں کے باعث امدادی کالز میں نمایاں اضافہ ہوا ہے۔ تیز اور مسلسل بارشوں نے خیموں کو ڈبو دیا ہے، جس کے نتیجے میں متعدد خاندان اندر ہی محصور ہو کر رہ گئے ہیں اور فوری مدد کے منتظر ہیں۔
- مسجد اقصیٰ کے مغرب میں واقع دیوارِ براق پر سینکڑوں صہیونی آبادکاروں نے دھاوا بول دیا۔ یہ اشتعال انگیز یلغار اس موقع پر کی گئی جسے عبرانی روایات میں نام نہاد عید الحانوکاہ کہا جاتا ہے۔ اسی دوران مقبوضہ بیت المقدس میں باب الخلیل کی فصیل پر نسل پرستانہ اور یہودیانے پر مبنی نعروں کی لائٹس لگائی گئیں۔
- کمانڈر رائد سعد (ابو معاذ) جو کتائب الشہید عز الدین القسام کے نمایاں رہنماؤں میں سے تھے، ایک صہیونی حملے میں اپنے بہادر ساتھیوں کے ہمراہ شہید ہو گئے۔ ان کی قربانی اور جدوجہد غزہ کے عوام کے دفاع میں ان کے عزم کی علامت ہے۔
- آسٹریلیا کے شہر سڈنی کے مشہور ساحلی علاقے بونڈائی بیچ میں یہودیوں کے مذہبی تہوار حانوکا کی تقریب کے دوران ہونے والی فائرنگ کے نتیجے میں کم از کم 15 افراد ہلاک اور 20 سے زائد زخمی ہو گئے، جن میں دو پولیس اہلکار بھی شامل ہیں۔ آسٹریلوی پولیس نے واقعے کو دہشت گردانہ حملہ قرار دیتے ہوئے شہر بھر میں وسیع سکیورٹی آپریشن شروع کر دیا ہے، جبکہ حملے میں ملوث باپ کو پولیس نے موقع پر مار دیا جبکہ بیٹے کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **بھارت: ریاست بہار کے وزیراعلیٰ سے استعفیٰ کا مطالبہ:** اپوزیشن پارٹی کانگریس نے وزیراعلیٰ بہار سے فوری مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا ہے۔ اُن پر الزام ہے کہ وزیراعلیٰ نتیش کمار نے خواتین کا وقار پامال کیا اور ذاتی و مذہبی آزادی کی خلاف ورزی کی ہے۔ واضح رہے کہ وزیراعلیٰ ہاؤس میں ڈاکٹرز کو تقرری کے لیٹرز دینے کی تقریب کے دوران وزیراعلیٰ نتیش کمار نے ڈاکٹر نصرت پروین سے کہا کہ حجاب اتاریں اور پھر خود ہی کھینچ کر اتار دیا۔ کسی اعلیٰ عہدے پر فائز شخص کا یہ رویہ ناقابل قبول اور شرمناک ہے۔
- **سوڈان: ڈرون حملہ، یو این امن مشن کے 6 بنگلہ دیشی ارکان جاں بحق:** سوڈان کے کدوگلی شہر میں امن فوج کے لاجسٹکس بیس کو ڈرون حملے میں نشانہ بنایا گیا جس میں بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے یو این امن مشن کے 6 ارکان جاں بحق ہو گئے جبکہ 8 امن فوجی زخمی بھی ہوئے۔ واضح رہے کہ سوڈان میں اپریل 2023ء سے جاری خانہ جنگی کے دوران ہزاروں افراد ہلاک اور ایک کروڑ 20 لاکھ سے زائد افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔
- **امریکہ: شام میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت کا بدلہ لیں گے، ڈونلڈ ٹرمپ:** شام میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت پر اپنے ردعمل میں امریکی صدر کا کہنا ہے کہ داعش سے امریکی فوجیوں کی ہلاکت کا بدلہ لیا جائے گا۔ خیال رہے کہ تاریخی شہر تدمر (پالمیرا) کے نواح میں مشترکہ گشت کے دوران امریکی اور شامی افواج کو فائرنگ کا نشانہ بنایا گیا اور نتیجے میں 2 امریکی فوجیوں سمیت 3 امریکی شہری ہلاک ہو گئے۔
- **اسرائیل: مغربی کنارے میں 19 یہودی بستیاں قانونی قرار:** امریکا سمیت عالمی برادری کی مخالفت کے باوجود اسرائیلی پارلیمنٹ نے 19 یہودی بستیوں کو قانونی حیثیت دینے کی منظوری دے دی ہے۔ اس اقدام کی تجویز انتہائی دائیں بازو کے وزیر خزانہ بیزلیل سموٹریچ اور اسرائیلی وزیر دفاع اسرائیل کاٹز نے پیش کی تھی۔ فلسطینی اتھارٹی نے اسرائیلی فیصلے کی مذمت کرتے ہوئے اسے فلسطین کی تباہی قرار دیا ہے۔
- **آسٹریلیا: 14 سال سے کم عمر بچیوں کے سکارف پر پابندی:** آسٹریلیا کی پارلیمنٹ نے ایک متنازع قانون منظور کر لیا ہے جس کے تحت 14 سال سے کم عمر بچیوں پر سرکاری اور نجی دونوں طرح کے سکولوں میں روایتی اسلامی سکارف (حجاب اور برقع وغیرہ) پہننے پر پابندی ہوگی، یہ قانون قدامت پسندوں کی قیادت میں قائم 3 اعتدال پسند جماعتوں کے اتحاد نے پیش کیا، جسے وہ 'صنفی مساوات' کی جانب ایک قدم قرار دیتے ہیں۔
- **مصر: غزہ کے لیے 10 ہزار ٹن امداد پر مشتمل نیا امدادی قافلہ روانہ:** مصری ہلال احمر نے ''زاد العزہ۔ مصر سے غزہ'' کے عنوان سے 10 ہزار ٹن امداد پر مشتمل امدادی قافلہ نمبر 91 غزہ کی پٹی کی طرف ہنگامی انسانی امداد دے کر روانہ کیا ہے۔ امدادی سامان میں خوراک، طبی سامان، ایندھن اور سردی سے بچاؤ کی ضروری امداد شامل ہیں۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیر اہتمام توسیع دعوت پروگرام

یونیورسٹی آف لکی مروت کے ڈائریکٹر محترم ڈاکٹر کفایت اللہ، حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد مبتدی رفیق نے یونیورسٹی کے نئے طلبہ کے لیے 10 دسمبر، 2025ء کو صبح دس بجے ایک پروگرام ترتیب دیا۔ اس پروگرام میں انہوں کی دعوت پر حلقہ اور زون کی سطح پر محترم محمد شمیم خٹک، نائب ناظم اعلیٰ خیبر پختونخوا زون، مقامی امیر مردان محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود اور ناظم تربیت حلقہ محترم فضل باسط پر مشتمل ایک وفد نے شرکت کا اہتمام فرمایا۔ لکی مروت پہنچنے پر محترم ڈاکٹر کفایت اللہ اور ان کی فکلٹی کے ممبران نے اُن کا استقبال کیا۔

پروگرام کے پہلے مقرر محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کے خطاب کا عنوان ”ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ، مولانا رومیؒ اور ہمارا نوجوان“ تھا۔ انہوں نے کہا کہ نوجوانوں کو دینی تعلیم سے روشناس کرانا چاہیے اور انہیں ان کے دینی فرائض ادا کرنے کی تلقین کرنی چاہیے۔ قرآن وسنت کا پیغام انسانیت کے نام وہ بے مثال سرمایہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے اُمت کو منتقل فرمایا۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پیغام کو لے کر اپنی مخلصانہ جدوجہد کے ذریعے دنیا کے ایک بڑے حصے تک اپنے اقوال وافعال کے ذریعے پہنچایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد امت کے بہت سے سنجیدہ وفہمیدہ افراد نے اس سلسلہ کو آگے بڑھایا۔ اس مبارک ومسعود کام میں بہت سے اہل قلم نے بھی حصہ لیا۔ بعض نے نثر کے ذریعے ابلاغ کا کام کیا جبکہ بعض دوسروں نے نظم کے ذریعے بے قرار دلوں کو گرمایا۔ نظم کے ذریعے قرآن وسنت کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے میں مولانا رومیؒ اور علامہ اقبالؒ نے کلیدی کردار ادا کیا۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر نوجوان کی آرزو اور تمنا ایک کامیاب اور کامران زندگی کا حصول ہے۔ مگر کامیابی اور کامرانی کس چیز کا نام ہے؟ اس کے تعین میں انسانوں نے مختلف راہیں اختیار کی ہیں۔ کسی نے اپنی ہر خواہش اور آرزو کی تکمیل اور تسکین کو کامیابی قرار دیا، کسی نے مال ودولت کے حصول کو کامرانی سمجھا، کسی نے شہرت اور اقتدار کو کامیابی کا قبلہ وکعبہ بنایا اور کسی نے اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو کامیابی اور کامرانی کا زینہ سمجھا۔ مولانا رومیؒ اور علامہ اقبالؒ کا تعلق آخر الذکر گروہ سے ہے جنہوں نے اللہ کی رضا اور آخرت کی فلاح کو عظیم کامیابی سمجھا اور نوجوانوں کو یہ حقیقت سمجھانے میں اپنی پوری زندگی گزار دی۔ گویا کامیابی کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ نوجوانوں کے سامنے ایک عظیم مقصد ہو اور اس مقصد کے عشق اور لگن سے اُس کا دل معمور وآباد ہو۔ رومیؒ اور اقبالؒ کے نزدیک یہ عظیم مقصد رضائے الٰہی اور فلاحِ اُخروی ہے۔ بقول مولانا رومیؒ ؎

خود بدانی قدرِ تن از جان بود
قدرِ جان از پرتو جانان بود

اور علامہ اقبالؒ کے الفاظ میں ؎

در دشت جنونِ مَن جبریل زبون صیدی
یزدان بہ کمند آور ای ہمتِ مردانہ

دوسری چیز جس کی حقیقت سے ایک سنجیدہ انسان انکار نہیں کرسکتا وہ یہ ہے کہ انسان نے جس مقصد کو اختیار کیا ہے وہ محنت ومشقت اور جہدِ مسلسل کے بغیر کبھی حاصل نہیں ہوسکتا۔ گویا کامیاب زندگی اب دو چیزوں کا مجموعہ بن گئی۔

نمبر 1 ایک برتر واعلیٰ مقصد اور نمبر 2 ایک مسلسل جدوجہد۔

علامہ اقبالؒ کی شاعری میں یہ تصور تانے بانے کی طرح بُنا ہوا ہے۔

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

یقین محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈھ کر اسلاف کا قلب و جگر

یہاں برتر اعلیٰ مقصد سے مراد ایمانی حقائق کا حصول اور بازیافت ہے۔ اور جدوجہد یا جہاد سے مراد وہ دوڑ دھوپ ہے جو ایک نوجوان اس مقصد اعلیٰ کے حصول کے لیے کر رہا ہے۔ جس میں انفرادی سطح پر اپنے آپ کو اللہ کے مطیع وفرمانبردار بنانا ہے۔ جس کا نام عبادت اور بندگی ہے۔ پھر اس ایمان (مقصد اعلیٰ) اور عبادت کے وسیع تر مفہوم کی دعوت اور تبلیغ واشاعت ہے اور تیسرے نمبر پر قرآن وسنت کا وہ نظامِ عدل ہے جس کو خدا کی زمین پر جاری وساری کرنے کی سرتوڑ جدوجہد ہے۔ جیسے قرآن وحدیث میں اقامتِ دین، اظہارِ دین، اعلائے کلمۃ اللہ اور تکبیر رب کے ناموں سے جانا جاتا ہے۔

محترم ڈاکٹر حافظ محمد مقصود کے خطاب کے بعد محترم فضلِ باسط صاحب کو دعوتِ کلام دیا گیا، اُن کا موضوع ”اے آئی (آرٹیفیشل انٹیلیجنس)، دجال اور ہمارا مستقبل“ تھا۔ اُنہوں نے نوجوانوں کو دجالی فتنے سے بچنے کے لیے طریقہ کار بتایا اور سمجھایا کہ ہم نے دجال کے فتنے سے کیسے بچنا ہے؟

اس پروگرام میں یونیورسٹی میں داخلہ لینے والے نئے طلبہ کے علاوہ فکلٹی ودیگر عملہ کے تقریباً 250 افراد شریک تھے۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے مبتدی رفیق محترم عمر مجتبیٰ کے والد کی طبیعت ناساز ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ
لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّـآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ فیصل آباد کی مقامی تنظیم جھنگ کے مبتدی رفیق محترم امجد جاوید وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0304-8178682

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق محترم حافظ وقاص شاہد کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0301-3133139

☆ حلقہ فیصل آباد کے ناظم توسیع دعوت محترم محمد فاروق نذیر کے سسر وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7997861

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

The "Master of the World": America's National Security Strategy

By: Manlio Dinucci

The White House has published the 'National Security Strategy of the United States of America', an annual document signed by President Trump that outlines the fundamental principles of US policy. This important document has essentially been ignored by our mainstream political and media outlets, despite them reporting on Trump's media statements every day. It is therefore important to understand its key concepts.

First and foremost, the document emphasises that, to ensure America remains the strongest, richest and most powerful country in the world for decades to come, a coherent and focused strategy for engaging with the rest of the world is needed. This strategy rests on two interconnected pillars:

1) "We want to recruit, train, equip and deploy the world's most powerful, lethal and technologically advanced military to protect our interests, deter wars and, if necessary, win them quickly and decisively with minimal casualties among our forces.
2) We want the strongest, most dynamic, innovative and advanced economy in the world. The United States' economy is the foundation of the American way of life. It is also the foundation of our global position and the necessary basis for our Armed Forces."

For this reason, the world is divided into "areas of responsibility", each of which is entrusted to one of the United States Combatant Commands, fuelled by colossal military spending. This is decided not by individual administrations but by a bipartisan alliance: a veritable cross-party war party, composed of both Republicans and Democrats. This is confirmed by the fact that the United States Congress is about to pass a bill that allocates an additional 8 billion dollars to the Department of War, on top of the 900 billion dollars requested by the Trump administration. The Department of War also has additional funds amounting to more than $100 billion, which can be spent on new weapons and military space activities, bringing the Pentagon's budget for fiscal year 2026 to over $1 trillion. In addition to this, there is $30 billion for nuclear weapons, allocated in the Department of Energy's budget. The United States' National Security Strategy emphasises:

"We want the world's most robust, credible and modern nuclear deterrent, as well as next-generation missile defences, to protect the American people, American assets abroad and America's allies."

Other military expenditure includes the Department of Veterans Affairs, which has requested a record allocation of $441.3 billion for the 2026 financial year — an increase of around 10% on 2025 — to provide health and social assistance to retired military personnel.

In addition to the budget of the US Department of Defense, there is that of the US Department of Homeland Security. According to the budget proposed by President Trump, the department will receive $107 billion in 2026 (two-thirds more than in 2025), as well as specific funding for border reinforcement that could reach $43.8 billion. This is in addition to the funding allocated to US Immigration and Customs Enforcement (ICE), which is set to increase to around £27 billion in 2026. The aim of this funding is to expand detention capacity to over 100,000 beds, hire thousands of new agents, and significantly enhance deportation operations. This will transform ICE into one of the largest federal law enforcement agencies in the country. The recruitment poster reads:

"America has been invaded by criminals and predators. We need YOU to drive them out."

Could there be any further clearer evidence of the "Trump Card" in use?

About the Author: Manlio Dinucci is an award-winning author, geopolitical analyst and geographer, and resides in Pisa, Italy. He is a Research Associate of the Centre for Research on Globalization (CRG).

Link: https://www.globalresearch.ca/master-world-america-national-security-strategy/5909431

Vol: 34 Regd. No. C.P.L NO.114 No.49

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore